﴿النحو فی الکلام کالملح فی الطعام﴾

العلامات النحوية

مع

الإعراب الکامل علی شرح مأة عامل

مرتب

مفتی اظہر بن محمد امین پٹیل

مدرس دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، نیو ممبئی

نظر فرمودہ

مفتی محمد بن عمر گجراتی

استاذِ تفسیر وحدیث جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

تفصیلات

اسم کتاب: العلامات النحویۃ مع الاعراب الکامل علی شرح ماۃ عامل
مؤلف: مفتی اظہر بن محمد امین پٹیل
تعداد صفحات: ۸۰
کمپوزنگ: بندہ: اظہر بن محمد امین پٹیل
سن اشاعت: ۱۴۳۹ھ / مطابق ۲۰۱۸

العلامات النحویہ کے قواعد دراصل مولانا محمد زہیر روحانی بازی صاحب کی وائس ریکارڈنگ ہے جسے تحریری شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

ملنے کے پتے

دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ
مقام پوسٹ: تلوجہ، تعلقہ: پنویل، ضلع: رائیگڈھ (مہاراشٹرا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین اما بعد!

یوں تو مختلف النوع شعبہائے زندگی میں سے کسی بھی شعبے میں قدم رکھنے والے کے ذہن میں یہ خواب اور دل میں یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ وہ اس شعبے میں مکمل مہارت نہ سہی، کم از کم واجبی استعداد اور اہلیت ضرور پیدا کر لے، بعینہ اسی طرح طلب علم دین کے مبارک سفر پر چل نکلنے والا نیک بخت اور سعادت مند انسان بھی کم و بیش یہی آرزو اپنے من میں پالتا ہے، مگر بایں ہمہ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح اس شعبے میں بھی وہ جواں مرد باہمت بکثرت نہیں ہوتے جو اپنی ہمت اور جہد مسلسل کے بل بوتے پر اس سنہرے خواب کو شرمندہ تعبیر کر سکیں اور اس عظیم آرزو کو بے پناہ عزم اور سعیٔ پیہم کی بدولت حقیقت کا جامہ پہنا سکیں، مگر ہاں! سطح زمین ایسے جواں مردوں سے خالی بھی نہیں رہی ہے، بلکہ ہر دور میں ایک معتدبہ تعداد میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو شروع شروع میں جوش وولولہ لے کر اٹھتے ہیں، مگر مناسب راہ نمائی نہ ملنے کے سبب پھر ہار بیٹھتے ہیں، یعنی کسی مالی کی نگاہِ التفات سے محروم پھول کی طرح بن کھلے مرجھا جاتے ہیں، مجھے ایسے نونہالوں سے حد درجہ ہم دردی ہے مگر کیا کروں؟ خود بھی اس قابل نہیں کہ آگے بڑھ کر ہاتھ ان گرتوں کا تھام لوں، یا تو کم از کم راہ نمائی کر سکوں، ہاں! البتہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا فرمان ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے، حضرت نے فرمایا ”جو طالب علم دوران تعلیم تین باتوں کی پابندی کرے گا تو وہ ان شاء اللہ پختہ استعداد والا عالم بن جائے گا، (۱) درس سے پہلے سبق کا مطالعہ، (۲) درس کو غور سے سننا (۳) اور پھر اس کا تکرار“

حضرت کا یہ فرمان صداقت کے لیے محتاج دلیل نہیں کہ "آزمودہ کار کی بات ہے" اور تین باتوں میں سے آخری دو محتاج بیان نہیں، البتہ مطالعہ والی بات کچھ ایسی ہے کہ اس پر کچھ کہا اور لکھا جا سکتا ہے، وہ اس لیے کہ بہت سے طالب علم ایسے پائے گئے ہیں کہ وہ جانتے ہی نہیں کہ مطالعہ کے اہداف کیا ہیں؟ اور ان اہداف کے حصول کے لیے کون کون سی چیزیں ضروری اور کون کون سی باتیں ممد اور مددگار ہیں؟ اور ان معاون وسائل کو مناسب طریقے سے کس طرح استعمال کیا جائے؟ اور ان اہداف کو منظّم ترتیب اور بہتر منصوبہ بندی کے ساتھ حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہو؟ تاکہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کامیابی ملے؟

چنانچہ بعض مرتبہ دیکھا گیا کہ طالب علم مطالعہ کے لیے کتبِ لغت کو وسیلۂ وحید سمجھتے ہیں اور پھر ناکامی پر ہمیشہ ہمیشہ مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، بنا بریں آئندہ سطور میں مطالعہ کے اہداف، معاون وسائل اور منظّم ومرتب طریقہ کار کو کسی حد تک سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اہداف پانچ ہیں:

۱) کلمات کی تعیین بذریعہ صرف ونحو

۲) انفرادی معانی کا علم بذریعہ لغت

۳) ترکیب بذریعہ نحو

۴) عبارت بذریعہ صرف ونحو

۵) ترجمہ حل عبارت کا طریقہ کار

سب سے پہلا کام کلمات کی تعیین ہے، یعنی یہ دیکھنا ہے کہ یہ کلمہ اسم ہے، فعل ہے یا حرف ہے؟ اس کے لیے سب سے پہلے حرف والے احتمال کو لیں گے کہ یہ حرف ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اس کی تعیین آسان ہے۔ اب حرف ہونے کی

صورت میں کیا کرنا ہے؟ تو عرض ہے کہ سب سے پہلے یہ دیکھیں گے کہ عاملہ ہے یا غیر عاملہ؟ غیر عاملہ ہے تو اکثر میں معنیٰ کا علم کافی ہے، بعض کلمات جیسے "لو" وغیرہ میں ترکیب بھی دیکھیں گے۔ عاملہ ہے تو دیکھیں گے کہ جازمہ، ناصبہ جارہ، رافعہ وغیرہ میں سے کون سا ہے؟ اگر جازمہ ہے تو اوّلا معنیٰ اور ثانیا عمل کا علم ہونا چاہیے باقی ترکیب میں اکثر اس کی مستقل حیثیت نہیں ہوتی، اس لیے اب اگلے کلمے کی طرف بڑھ جائیں گے، بعض مرتبہ حیثیت ہوتی بھی ہے، جیسے "اِن" شرطیہ وغیرہ، پھر اس اعتبار سے متعلقات دیکھ کر کارروائی ہوگی۔

اور اگر ناصبہ ہے تو اوّلا معنیٰ کا علم ثانیا عمل کا علم، پھر "لن" اور "لم" کی ترکیب میں (کوئی) حیثیت نہیں ہوتی ہے، اس لیے آگے بڑھ جائیں گے اور جن کی حیثیت ہوتی ہے تو ترکیب کا بھی پتہ چلایا جائے، مثلا "اَن" ناصبہ کے بعد فعل مضارع بتاویل مصدر ہو کر فاعل، مفعول اور کبھی خبر وغیرہ بنتا ہے۔

اور اگر جارہ ہے تو اولا معنیٰ کا علم ثانیا عمل کا وہ تو معلوم ہی ہے، اور بعد والے اسم مجرور کے اعراب کا علم اور پھر ترکیب کی جائے، بعض مرتبہ جار ومجرور فعل سے متعلق ہوتا ہے اور کبھی اسم ظاہر و مقدر سے متعلق ہو کر خبر بنتا ہے، پھر اس اعتبار سے ترجمہ ہو۔

اور اگر رافعہ ہے جیسے یا زید تو پہلے معنیٰ اور عمل کا علم، پھر ترکیب اور ترجمہ ہو۔ اور اگر دونوں کام کرتا ہے جیسے مشبہ بالفعل، مشبہ بلیس اور لائے نفی جنس تو ان میں اولا معنیٰ کا علم، ثانیا عمل کا علم، پھر بقیہ کارروائی یعنی ترکیب، عبارت اور ترجمہ ہو۔

اور اگر حرف نہیں ہے تو پھر فعل والے احتمال کو لیں گے کہ اس کی تعیین بھی اسم سے سہل تر ہے۔ اب اگر وہ کلمہ فعل ہے تو ہمیں کیا کرنا ہے؟ تو سب سے پہلے یہ دیکھیں گے کہ یہ امر ہے، نہی ہے، ماضی ہے، مضارع ہے اور یا پھر فعل ناقص؟

اب اگر امر یا نہی ہے تو معاملہ دونوں میں آسان ہے، مبنی ہے اعراب کا مسئلہ نہیں، فاعل ضمیر ہے، ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں، مبنی دیکھنا ہے، ثانیا دوسرے متعلقات یعنی مفعول وغیرہ دیکھ کر بقیہ کارروائی (ترکیب، عبارت، ترجمہ) کرنی ہے۔ اور اگر فعل ماضی ہے تو بھی مبنی ہے، اب اولا معنی کا علم، ثانیا دو صیغوں میں فاعل تلاش کر کے (باقی میں ضمائر فاعل ہیں) ثالثا متعلقات دیکھ کر بقیہ کارروائی (ترکیب، عبارت، ترجمہ) کرنی ہے۔ اگر فعل مضارع ہے تو اولا معنی کا علم، ثانیا اعراب دیکھنا ہے، ثالثا دو صیغوں میں فاعل تلاش کر کے اور رابعا دیگر متعلقات دیکھ کر بقیہ کارروائی کرنی ہے۔ اگر فعل ناقص ہے تو اولا معنی کا علم، پھر اسم اور خبر کا پتہ چلا کر ترکیب، عبارت اور ترجمہ کریں گے۔

پہلے دو احتمالات نہ ہونے کی صورت میں اب اسم والا احتمال متعین ہو گیا، اب اولا معنی، ثانیا ترکیب، ثالثا اعراب وعبارت اور رابعا ترجمہ ہے۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ یہ تو معلوم ہے کہ جملے کا ابتدائی جز اسم ہے تو جملہ اسمیہ ہوتا ہے اور عموما مبتدا ہی ہو گا، پھر اسم اشارہ یا ضمیر ہے تو مبنی ہے، معنی بھی تقریبا معلوم ہے، اب (عموما) صرف خبر ڈھونڈ کر بقیہ کارروائی کرنی ہے۔ اور اگر اسم ظاہر جیسے زید وغیرہ ہے تو پھر معنی معلوم نہ ہونے کی صورت میں وہ دیکھیں گے، پھر ترکیب میں یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ یہ اسم مبتدا ہے، اب اعراب کا بھی علم ہے کہ مرفوع ہے، صرف یہ دیکھیں گے کہ سولہ اقسام میں سے کون سا ہے؟ پھر تعیین کے بعد معلوم ہو گا کہ اس کا رفع حرکت لفظی یا تقدیری اور یا پھر حرف لفظی وغیرہ کس کے ساتھ ہے؟ اب اس کے بعد خبر کی تلاش میں دوسرے کلمے کی طرف جائیں گے، اس دوسرے کلمے میں بھی مذکورہ بالا تین احتمالات ہی ہوں گے، یعنی اسم، فعل یا حرف، اب اگر اسم ہے تو مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق تحقیق کے بعد خبر بنے گی، اب

عبارت اور پھر ترجمہ کریں گے۔اب اولا کلمات کی تعیین، ثانیا معانی کا علم، ثالثا ترکیبی احتمالات کی تعیین رابعا اس اعتبار سے صحیح عبارت خوانی اور پھر خامسا ان سب کلمات کو ملا کر ترجمہ کرلیا ہے اور اسی کے ساتھ آپ بفضل خداوندی، مطالعہ کے اہداف پورا پورا حاصل کرتے ہوئے منزل سے کام یابی کے ساتھ ہم کنار ہو گئے۔

یہاں پر تمام تر احتمالات کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے، بہت سے احتمالات رہ بھی گئے ہیں، یوں بھی سب کو حیطۂ تحریر میں لانا اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں ہے، ہاں! البتہ اس سے مطالعہ کی راہیں ضرور کھل جائیں گی تھوڑی بہت رکاوٹوں کو دست یاب کتب سے استفادہ اور اساتذۂ کرام سے استفسار کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔

علومِ نقلیہ کے اسرار ورموز اور معانی ومفاہیم تک رسائی علم نحو کے بغیر ممکن نہیں اسی غرض سے عزیز طلباء کی خدمت میں عربی کلام میں استعمال ہونے والے نحوی قوانین اور تراکیب کو پیش کیا گیا ہے اگر ان قوانین کو یاد کر لیا جائے اور قرآن کریم، احادیث نبویہ اور کتب درسیہ میں ان کا اجراء کر لیا جائے تو اللہ پاک کی ذات عالی سے قوی امید ہے کہ بہت جلد عربی عبارت پڑھنے اور سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جائے گی۔اس کے بعد طلباء کی سہولت کے لئے "**شرح ماۃ عامل**" نامی کتاب کو بھی شامل کیا گیا ہے مزید اس کتاب کے النوع الاول پر عربی حاشیہ قائم کیا گیا ہے جس کا نام "**الاعراب الکامل علی شرح ماۃ عامل**" ہے اور اسی کے ذیل میں بطور اجراء کچھ ضابطوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

آخر میں اللہ سے دعاء گو ہوں کہ اسے خوب خوب قبول فرمائے، لغزشوں اور خطاؤں سے درگزر کرے، نفع عام وتام فرمائے اور دارین کی فلاح وکامرانی کا سبب بنائے۔**وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل**۔

اظہر محمد امین پٹیل

نحوی علامتیں

ترکیب کے لئے بنیادی تین باتوں کا یاد ہونا اور سمجھنا ضروری ہے۔

(۱) معرفہ کی سات قسمیں۔

(۱) اسم علم (۲) اسم ضمیر (۳) اسم اشارہ (۴) اسم موصول (۵) معرف باللام (٦) وہ اسم جو مذکورہ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو (۷) اسم منادی [۱]

(۲) اسماء مبنیات اور وہ آٹھ ہیں۔

(۱) ضمائر (۲) اسمائے اشارات (۳) اسمائے موصولہ (۴) اسمائے افعال (۵) اسمائے اصوات (٦) اسمائے ظروف (۷) اسمائے کنایات (۸) مرکب بنائی [۲]

(۳) اعراب کی قسمیں۔

اسم دو قسم پر (۱) معرب (۲) مبنی

مبنی کا اعراب محلاً ہو گا، اسم معرب کا اعراب کبھی لفظاً ہو گا (زبر، زیر، پیش کی شکل میں یا الف، واو، یاء کے ساتھ) اور کبھی تقدیراً ہو گا۔ [۳]

اقسامِ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) اسم مفرد منصرف صحیح [۴] جیسے: "زَیدٌ"

---

(۱) کافیہ: ۱۲۵

(۲) کافیہ: ۱۰٦

(۳) کافیہ: ۱۰

(۴) اس اسمِ متمکن کو کہتے ہیں جو تثنیہ و جمع نہ ہو، غیر منصرف نہ ہو اور اس کے آخر میں حرفِ علت نہ ہو۔

(۲) مفرد منصرف جاری مجری صحیح[1] جیسے: "دَلْوٌ"

(۳) جمع مکسر منصرف جیسے: "رِجَالٌ" ان تینوں اسماء کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ حالت نصبی فتحہ کے ساتھ اور حالت جری کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔

(۴) جمع مؤنث سالم جیسے: "مُسْلِمَاتٌ" اس کا رفع "پیش" سے، نصب اور جر "زیر" کے ساتھ آتا ہے۔

(۵) اسم غیر منصرف جیسے: "اَحْمَدُ، عُمَرُ" اس کا رفع "پیش" کے ساتھ، نصب اور جر "زبر" کے ساتھ آتا ہے۔

(٦) اسمائے ستہ مکبرہ یعنی: اَبٌ ،اَخٌ ، حَمٌ ، هَنٌ ،فَمٌ ، ذُوْمَال جب یہ اسماء یائے متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف مضاف ہوں تو ان کا رفع "واو ما قبل مضموم"[2] کے ساتھ نصب "الف" کے ساتھ اور جر "یاء ما قبل مکسور"[3] کے ساتھ آتا ہے۔

(۷) تثنیہ جیسے: "رَجُلَانِ"

(۸) مشابہ تثنیہ لفظاً جیسے: "اِثْنَان"

(۹) مشابہ تثنیہ معنیً جیسے: "كِلاَ" "كِلْتَا"

ان اسماء کا رفع "الف" کے ساتھ، نصب اور جر "یاء ما قبل مفتوح"[4] کے

---

(۱) مفرد منصرف جاری مجری صحیح وہ اسم ہے جو مفرد ہو، منصرف ہو اور اس کے آخر میں واو یا یاء ما قبل ساکن ہو۔ جیسے: "دَلْوٌ اور ظَبْیٌ" دونوں مفرد ہیں، منصرف ہیں اور واؤ اور یاء سے پہلے حرف لام اور باء ساکن ہیں۔

(۲) واؤ کے پہلے حرف پر ضمہ ہو جیسے "اَخُوْكَ" میں واؤ سے پہلے حرف "خ" پر ضمہ ہے۔

(۳) یاء کے پہلے حرف پر کسرہ ہو جیسے "اَخِیْكَ" میں یاء سے پہلے حرف "خ" کے نیچے کسرہ ہے۔

(۴) یاء سے پہلے حرف پر فتحہ ہو جیسے: "رَجُلَیْنِ" میں یاء سے پہلے حرف "لام" پر فتحہ ہے۔

ساتھ آتا ہے۔

(۱۰) جمع مذکر سالم جیسے: ''مُسْلِمُوْنَ''

(۱۱) مشابہ جمع لفظاً جیسے: ''عِشْرُوْنَ تاتِسْعُوْنَ''

(۱۲) مشابہ جمع معنیً جیسے: ''أُولُوْ''

ان اسماء کا رفع ''واو ما قبل مضموم''[۱] کے ساتھ، نصب اور جر ''یاء ما قبل مکسور''[۲] کے ساتھ آتا ہے۔

(۱۳) اسم مقصور یعنی وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو، جیسے: مُوْسٰی عیسیٰ، فتیً

(۱۴) وہ اسم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو، جیسے: ''غُلاَمِــــی'' ان دونوں کا اعراب تینوں حالتوں میں ''تقدیراً''[۳] ہوتا ہے۔

(۱۵) اسم منقوص یعنی وہ اسم جس کے آخر میں یاء ما قبل مکسور ہو[۴] جیسے: ''اَلْقَاضِی'' اس کا رفع ''ضمۂ تقدیری'' کے ساتھ، جر ''کسرۂ تقدیری'' کے ساتھ اور نصب ''فتحۂ لفظی'' سے آتا ہے۔

(۱۶) جمع مذکر سالم جو مضاف ہو یائے متکلم کی طرف جیسے ''مُسْلِمِیَّ'' اسکا رفع ''تقدیراً واو'' کے ساتھ نصب اور جر ''لفظاً یاء'' کے ساتھ آتا ہے۔[۵]

---

(۱) واو سے پہلے حرف پر ضمہ ہو جیسے: "مُسْلِمُوْنَ" میں واو سے پہلے حرف "میم" پر ضمہ ہے۔

(۲)

کسرہ ہے۔

(۳) یعنی لفظ میں ہوتا نہیں بلکہ فرض کیا جاتا ہے، مان لیا جاتا ہے۔

(۴) یاء سے پہلے حرف پر کسرہ ہو جیسے: "القَاضِی" میں یاء سے پہلے حرف "ض" پر کسرہ ہے۔

(۵) اقتباس از کافیہ: ۱۱تا۱۴

جملہ دو قسم پر ہے:(۱)جملہ اسمیہ (۲)جملہ فعلیہ

(۱) جملہ اسمیہ :۔ اسمیں تین بنیادی چیزیں ہیں: جملہ اسمیہ کا پہلا جزو مبتدا اور دوسرا خبر ہوتا ہے، مبتدا عموماً معرفہ اور خبر نکرہ ہوتی ہے، اور مبتدا اور خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں۔[۱]

مشق:(۱)الله واحد(۲)زید رجل(۳)هذا زید(۴)هو رجل

(۱)**ضابطہ** : معرفہ کے بعد معرفہ آئے یا نکرہ کے بعد نکرہ آئے یا ایک معرفہ کے بعد دو یا تین معرفہ آئیں یا نکرہ کے بعد دو یا تین نکرہ آئیں تو عموماً پہلے کو موصوف اور دوسرے کو صفت بنائیں گے لیکن ایک شرط یاد رکھنا نکرہ کے بعد معرفہ نہ آیا ہو اگر نکرہ کے بعد معرفہ آئے تو وہ مضاف مضاف الیہ بنے گا چاہے دوسرے یا تیسرے یا چوتھے نمبر پر معرفہ آئے۔

مشق:(۱)زید رجل عالم[۲](۲)زید العالم کاتب[۳](۳)زید رجل عالم فاضل کاتب شاعر[۴](۴)زید العالم رجل کریم(۵)زید غلام عمرو[۵]

(۲)**ضابطہ:** جس اسم کے ساتھ ضمیر متصل آئے اسمیں مضاف مضاف الیہ کی ترکیب کریں گے۔

مشق:(۱)غلامك رجل فاضل (۲)غلامی حاضر (۳)غلامه قائم[۶]

---

(۱) شرح قطر الندی: ۱۳۸

(۲) "رجل" موصوف "عالم" صفت

(۳) "زید" موصوف "العالم" صفت

(۴) "رجل" موصوف "عالم، فاضل، کاتب، شاعر" صفات

(۵) "عمرو" معرفہ ہے اس لئے "غلام" موصوف نہیں بلکہ مضاف ہے۔

(۶) ان تمام مثالوں میں "غلام" مضاف اور "ك"، "ی"، "ہ" مضاف الیہ ہیں۔

(۲) جملہ فعلیہ: ایک **فعل** لازم ہے اور ایک **فعل** متعدی ہے۔[۱]
فعل معروف کے لئے ہمیشہ **فاعل** چاہئے۔
جب بھی **فعل معروف** آئے گا **فاعل** آئے گا۔
فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے۔[۲]
فاعل اسم ظاہر بھی ہو سکتا ہے اور اسم ضمیر بھی ہو سکتا ہے۔
پھر ضمیر دو قسم پر ہے: **مستتر** اور بارز ہو گی یعنی نظر آئے گی۔[۳]

(۳) ضابطہ: چودہ صیغوں میں صرف دو صیغہ ایسے ہیں جن کا **فاعل** اسم ظاہر بھی آسکتا ہے اور اسم ضمیر بھی[۴] باقی بارہ صیغوں کا **فاعل** اسم ضمیر ہو گا۔

مشق: (۱) خلق اللهُ الرحمنُ الرحيمُ المخلوقاتِ (۲) قام زيد (۳) ضرب زيد خالدا (۴) ضربت زينب ابنها (۵) زيد ضرب خالدا يوم الجمعة (۶) خالدان ضربا الزيدين (۷) سمعت صوتاً (۸) جاء زيد العالم (۹) اشتريت هذا البيت (۱۰) رايتُ القاضي اليوم (۱۱) باع زيد غلامي (۱۲) زيد وعمرو وبكر ضربوا خالدا (۱۳) ضربتم زيدا (۱۴) ضربنا خالدا

(۴) ضابطہ: کبھی کبھار خبر جملہ ہوتی ہے ایسی صورت میں اس جملہ میں ایک عائد کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹ رہا ہو اور عائد عموماً ضمیر ہو گا۔[۵]

---

(۱) شرح شذور الذهب: ۲۶۶
(۲) شرح قطر الندى: ۲۰۳
(۳) شرح ابن عقيل: ۹۵/۱
(۴) واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب
(۵) شرح قطر الندى: ۱۴۰ — کافیہ: ۳۸، ۳۹

جس جملہ کو ما قبل سے جوڑنا ہو تو اسمیں عائد کا ہونا ضروری ہے چاہے جملہ صفت ہو تو ایسی صورت میں اس جملہ میں ایک ضمیر ہو گی جو لوٹ رہی ہو گی موصوف کی طرف۔[۱]

چاہے جملہ حال ہو تو ایسی صورت میں جملہ میں ایک ضمیر ہو گی جو لوٹ رہی ہو گی ذوالحال کی طرف۔[۲]

چاہے جملہ صلہ ہو تو ایسی صورت میں جملہ میں ایک ضمیر ہو گی جو لوٹ رہی ہو گی اسم موصول کی طرف۔[۳]

(۵)ضابطہ: جیسے فعل معروف کے لئے فاعل کا ہونا ضروری ہے اسی طرح اسم فاعل، صفت مشبہ، اسم تفضیل کے لئے بھی فاعل کا ہونا ضروری ہے اور جیسے فعل مجہول کے لئے نائب فاعل کا ہونا ضروری ہے اسی طرح اسم مفعول کے لئے بھی نائب فاعل کا ہونا ضروری ہے۔

اسم فاعل، اسم تفضیل اور اسم مفعول کو شبہ جملہ کہتے ہیں۔[۴] جب شبہ جملہ کو کسی چیز سے جوڑا جائے تو وہاں بھی عائد کی ضرورت پڑے گی۔

مشق:(۱)اللہ غفور رحیم (۲)زیدقائم (۳)خالد ذاهب(۴)بکر اکل (۵)زید مضروب (٦)زید اکرم من عمرو

(٦)ضابطہ: جیسے فعل متعدی کے لئے مفعول کی ضرورت ہوتی ہے اسی

---

(۱) کافیہ:۹٦

(۲) کافیہ:۷۱

(۳) کافیہ:۱۱۴

(۴) النحو الوافی:۱/۳۸۴

طرح اسم فاعل بھی اگر فعل متعدی سے بنے گا تو وہ بھی مفعول کا تقاضہ کرے گا اور اسکو نصب دے گا۔ جیسے: والذّاكِرِيْنَ اللهَ ، والحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ ، وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْه بِالوَصِيْدِ (ان کا کتا دہلیز پر اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے)

(۷) ضابطہ: اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ کا فاعل و نائب فاعل عموماً عبارتوں میں نظر نہیں آتا بلکہ اسم ضمیر کی شکل میں ہوتا ہے کبھی فاعل اسم ظاہر کی شکل میں آتا ہے۔ جیسے: ماراع الخلانُ ذمةَ ناكث[۱]،أناو رجالُك قتل امرئ[۲]

مشق: (۱) زيد ضارب خالدا اليوم (۲) زيد قام (۳) خالد ضارب بكراً (۴) خالد نائم (۵) الرجلان قائمان (۶) الزيدان ضاربان خالدا (۷) غلامى كاتب هذا (۸) زيد ضارب ابوه عمرو

(۸) ضابطہ: جمع بتاویل "جَمَاعَةٌ" واحد مونث کے حکم میں ہوتی ہے اس لئے اس کی طرف عموماً واحد مونث کی ضمیر راجع ہوتی ہے[۳]۔ جیسے: نعمائه الشاملة وآلائه الكاملة، حروف تجر وتسمى

(۹) ضابطہ: حروف يَرْمَلُوْنَ سے پہلے اگر نون ساکن آجائے تو اس نون کو اسی حرف کی جنس سے بدل کر اسمیں ادغام کیا جاتا ہے۔[۴]

---

(۱)

ہے "راع" اسم فاعل کا

(۲) ترجمہ: کیا تمہارے لوگ ایسے شخص کے قتل کا ارادہ کرتے ہیں۔ "رجالك" فاعل ہے "ناو" اسم فاعل کا۔ حوالہ: شرح شذور الذہب: ۵۰۹، ۵۱۰

(۳) شرح الرضی للکافیۃ: ۶۲۹/۲

(۴) الشافیۃ فی علم التصریف: ۱۲۷

مشق: (۱)قرأت کتبا نادرة وافیة (۲)عرف زید رجلین(۳)عیسی رجل ماهر (۴)زید یضرب ابوه خالدا (۵)رایت رجالا ماشیة

(۱۰)ضابطہ : نکرہ کے بعد جملہ خبریہ ہوتو عموماً نکرہ کے لئے صفت ہوتا ہے[1] جملہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے اسی لئے نکرہ کے بعد فعل آئے تو عموماً نکرہ کے لئے صفت ہوتا ہے۔[2] (نیز جملہ مبنی ہوتا ہے)

مشق: (۱)جائنی رجل ضربك (۲)مات عدو ضربك (۳)قرأ طالب أكل طعامك الیوم (۴)اکلت طعاما تحبه فی اللیل(۵)ضربت زیدا بعصا اشتریته من عمرو بدرهمین (۶)المعرفة اسم یدل علی شیء معین (۷)قرأت مقدمة هی منورة للقلوب

(۱۱)ضابطہ: جار مجرور جب کلام میں آتے ہیں تو کسی نہ کسی سے متعلق ہوتے ہیں اور جار مجرور آٹھ چیزوں سے متعلق ہوتے ہیں اوروہ آٹھ چیزیں یہ ہیں: (۱)فعل (۲)مصدر (۳)اسم فاعل (۴)اسم مفعول (۵)اسم تفضیل (۶)صفت مشبہ(۷)مبالغہ کے صیغے (۸)اسم فعل[3]

اگر ان میں کوئی بھی موجود ہو تو اس سے متعلق کر دیں گے اور اگر ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو پھر محذوف نکالتے ہیں۔[4]

---

(۱) شرح شذور الذهب: ۲۶

(۲) شرح ابن عقیل: ۱۸۲/۲

(۳) جیسے: "مررت بزید" میں "بزید" متعلق ہے "مررت" فعل سے اور "وهو اتصال الشیٔ بالشیٔ" میں "بالشیٔ" متعلق ہے "اتصال" مصدر سے اور: "وجب أن تکون مُصَدَّرَةً بإنّ" میں "بإن" متعلق ہے "مصدرة" "اسم مفعول سے۔

(۴) مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب: ۵٦٦

(۱۲)**ضابطہ:** اور جار مجرور کو مجازاً ظرف کہتے ہیں، ان کو ظرف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جار مجرور کی ظرف کے ساتھ مناسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ظرف کے لئے عامل چاہیئے اسی طرح جار مجرور کے لئے بھی متعلَق کا ہونا ضروری ہے اور ظرف کی جار مجرور کے ساتھ بھی مناسبت ہے کہ ظرف بھی دراصل جار مجرور کی تاویل میں ہوتا ہے یا یوں کہیئے تقدیراً جار مجرور ہوتا ہے، مثلاً میں نے کہا ضربت زیدا الیوم اس میں الیوم فی الیوم کی تاویل میں ہے، اگر جار مجرور کا متعلَق عبارت میں مذکور ہو تو اس کو ظرفِ لغو[۱] کہتے ہیں اور اگر ان کا متعلَق محذوف ہو تو ظرف مستقر[۲] کہتے ہیں، اگر ان کا متعلَق محذوف ہو تو وہ افعال عامہ میں سے بھی ہو سکتا ہے اور افعال خاصہ میں سے بھی ہو سکتا ہے۔[۳]

افعال عامہ چار ہیں کون، ثبوت، وجود، حصول ان کو افعال عامہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر فعل میں ان کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے "ضرب" میں حصول بھی ہے ثبوت بھی ہے اور وجود بھی ہے، ان کے علاوہ جو افعال ہیں ان کو افعال خاصہ کہتے ہیں کہ ان کا معنی دوسرے فعل کے اندر نہیں پایا جاتا جیسے ضرب اسمیں أکل کا معنی نہیں پایا جاتا، محذوف فعل بھی نکال سکتے ہیں اور اسم (فاعل) بھی نکال سکتے ہیں۔ جیسے کون سے کان بھی نکال سکتے ہیں اور کائن بھی نکال سکتے ہیں اسی طرح ثبوت، حصول کو سمجھو لیکن وُجود کے لئے وُجِد یا موجود نکالیں گے یعنی مجہول

---

(۱) ظرف لغو کی مثال: "مررت بزید" میں "بزید" کا متعلَق فعل عبارت میں موجود ہے۔

(۲) ظرف مستقر کی مثال: "الحمد للہ" میں "للہ" کا متعلَق "ثابت" یا "ثبت" محذوف ہے۔

(۳) النحو الوافی: ۲/۲۴٦ حاشیۃ علی شرح الانموذج فی النحو: ۳۲،۳۱

نکالیں گے۔ [١]

مشق: (١)الحمد لله (٢)زید فی الدار (٣)الزیدان العالمان یمشیان فی السوق (٤)ختم الله علی قلوبهم (٥)الماء یجری علی الأرض (٦)جمعت المال فی الکیس (٧)جعل الله الإنسان فی الارض الخلیفة

(١٣)**ضابطہ:** عبارت میں جار مجرور مقدم ہو تو عموماً خبر ہوتا ہے، **جیسے:** "به داء" میں "به" خبر مقدم ہے۔

مشق: (١)وفی السماء رزقکم (٢)فی جیبی مال (٣)فی الدار زید (٤)فی البیت زینب (٥)فی السماء شمس

(١٤)**ضابطہ:** ایک ہی جملہ میں مذکورہ آٹھ چیزوں میں سے تین یا چار چیزیں اکٹھی آجائیں تو ترجمہ میں غور کریں گے ترجمہ جس کے ساتھ صحیح ہو جار مجرور کو اسی سے جوڑ دیں گے۔

(١٥)**ضابطہ:** اسم فاعل اور اسم مفعول پر جو "ال" داخل ہو وہ اسم موصول ہوتا ہے جو بصورت "ال" آیا ہے تو اسے "ال" اسمی کہتے ہیں۔ [٢]

(١٦)**ضابطہ:** اسم موصول کا صلہ جملہ ہوتا ہے لیکن جب اسم موصول "ال" کی صورت میں آئے تو اس کا صلہ مفرد ہوتا ہے یعنی اسم فاعل یا اسم مفعول۔ [٣]

مشق: (١)غسل زیدٌ وجهَه المجروحَ بالماء البارد (٢)اشتد البرد الضار من الساعة الثالثة (٣)غابت الشمس المنیرة فی الافق

---

(١) جامع العلوم الملقب بدستور العلماء: ١/١٩٩

(٢) شرح شذور الذهب: ٢٠٠ — شرح ابن عقیل: ١/١٤٨

(٣) شرح ابن عقیل: ١/١٤٨ — کافیہ: ١١٤

(۱۷)**ضابطہ:** کبھی فعل سے پہلے ظرف یا مفعول بہ آتا ہے۔

مشق:(۱)ومما رزقناھم ینفقون (۲)وبالآخرۃ ھم یوقنون (۳)الیوم طبخت طعاما لذیذا (۴)الیوم سمعت صوتا عن بعید(عن بعید میں مکان موصوف کو حذف کر لیا گیا) (۵)زیدا ضربت اگر اسی مثال کو مبتدا خبر کر کے دیکھو تو صحیح نہیں ہو گا اس لئے کہ اسمیں عائد نہیں ہاں اگر کوئی کہے کہ یہ صحیح ہے اور اسمیں عائد محذوف ہے تو صحیح عبارت یہ ہو گی زیدٌ ضربتہ

(۱۸)**ضابطہ:** اگر نکرہ کے بعد جار مجرور آجائے تو عموماً اس کے لئے صفت بنتا ہے، اور اگر جار مجرور معرفہ کے بعد آئے تو عموماً اس کے لئے حال بنتا ہے۔[۱]

اگر جملہ میں متعلَق ہو تو جار مجرور کو اس سے جوڑو، اگر نہ جڑے تو محذوف سے جوڑو، جڑنے نہ جڑنے کا پتہ ترجمہ سے ہو گا اگر ترجمہ صحیح ہو تو اسی سے جوڑو ورنہ محذوف نکالو۔

(۱۹)**ضابطہ:** نکرہ کے بعد فعل آجائے تو وہ عموما اس نکرہ کی صفت ہوا کرتا ہے۔[۲]

مشق:(۱)جائنی رجل من مکۃ (۲)أکرمت رجلا من قریش(۳)أنا أکرمت رجلین یبنیان مسجدا فی بلدتی (۴)مررت برجل من قریش[۳] (۵)قال رجل یضرب زیدا انا أبوہ (۶)ھو علم بأصول یعرف بھا أحوال أواخر الکلم الثلاث من حیث الإعراب والبناء (۷)الکلمۃ لفظ وضع

---

(۱) النحو الوافی: ۱/۲۱۳ — فتح رب البریۃ فی شرح نظم الآجرومیۃ: ۴۱۲

(۲) شرح ابن عقیل ۱۸۲/۲ — النحو الوافی: ۱/۲۱۳

(۳) مشق نمبر: ۱، ۲، ۴، میں "من مکۃ" اور "من قریش" "رجل" کی صفتیں ہیں۔

لمعنی مفرد (۸)النوع الأول حروف تجر الاسم (۹)مررت برجل عندك، مررت برجل فی الدار (۱۰)لا شئ علی الأرض باقیا[1]

(۲۰)ضابطہ: **ظرف مستقر کلام عرب میں چار جگہ آتا ہے(۱) خبر (۲)صفت (۳) حال (۴)صلہ، یعنی وہ ظرف مستقر یاتو خبر بنے گا یا صفت یا حال یا صلہ۔[2] معرفہ کے بعد جار مجرور یا فعل آئے تو وہ اس کے لئے عموما حال بنتا ہے۔[3]**

مشق:(۱)الحمد للہ (۲)والصلاۃ علی سید الانبیاء (۳)إن کان قبل القسم جملۃ کالجملۃ التی وقعت جوابہ (۴)حاشا وخلا وعدا کل واحد منہا للاستثناء (۵)إن العوامل في النحو مائۃ عامل (۶)فاللفظیۃ منہا علی ضربین (۷)یکون ماقبلها سببا لمابعدھا(۸)جاءنی الذي عندك[4]

(۲۱)ضابطہ: **نکرہ کی اضافت معرفہ کی طرف ہو تو معرفہ ہو جاتا ہے اور نکرہ کی طرف ہو تو نکرہ ہی رہتا ہے، البتہ اس میں تخصیص آتی ہے۔[5]**

مشق:(۱)مررت بغلام زید (۲)اکلت أمۃ امرأۃ

(۲۲)ضابطہ: **ہر اسم موصول کے لئے صلہ کا ہونا ضروری ہے ،اور اسم موصول کا صلہ ہمیشہ جملہ ہو گا،اور اس صلہ(جملہ) کے اندر ایک ضمیر کا ہونا**

---

(۱) "علی الارض" جار مجرور صفت ہے "شئ" نکرہ کی۔

(۲) موصل الطلاب الی قواعد الاعراب: ۸۲/۱

(۳) النحو الوافی: ۲۱۳/۱

(۴) مثال نمبر: ۱، ۲ میں ظرف مستقر خبر کی جگہ میں ہے۔ مثال نمبر: ۳، ۴ میں ظرف مستقر صفت کی جگہ میں ہے۔ مثال نمبر: ۵، ۶ میں ظرف مستقر حال کی جگہ میں ہے اور "علی ضربین" خبر کی جگہ میں ہے۔ اور مثال نمبر: ۷، ۸ میں ظرف مستقر صلہ کی جگہ میں ہے۔

(۵) کافیہ: ۸۹

ضروری ہے جو اسم موصول کے جانب لوٹے۔[۱]

اسم موصول کے بعد صرف جار مجرور آئے تو اس کا متعلَق فعل نکالیں گے مفرد (شبہ فعل) نہیں نکالیں گے اس لئے کہ اسم موصول کا صلہ جملہ ہوتا ہے۔[۲]

اور ایک موصول کے کئی صلات آسکتے ہیں لیکن عموما ایک ہی آتا ہے، اور اسکا ترجمہ (وہ جو کہ) کے ساتھ کریں گے۔

صلہ کا کوئی محلِ اعراب نہیں ہوتا۔[۳] جیسے: "علی ماألفه الشيخ" میں جملہ "الفه الشيخ" صلہ ہے اور اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہے۔

مشق: (۱)هذا الذى كنتم فيه تختلفون (۲)جاء الذى ضربك فى السوق(۳)اشتريت الدار التى رايتها فى يوم لقيت زيدا فيه(۴)ماتت الفارة التى ضربتها اليوم بالعصا(۵)ضربنى الذى ضربك(٦)نجح فى الامتحان الطلاب الذين اجتهدوا(۷)سمع علي كلام الرجل الذى فى الدار (۸)عدلتُ فى حكمك الذي رفعتَ إلي (۹)جاء زيد الذى قام[۴] (۱۰)نصرت زيدا الذي أمّ يوم الجعمة (۱۱)ضربنى الرجلُ الذى ضربه عمروٌ (۱۲)أحب الذين علمونى (۱۳)أحسن إلى من أحسن إليك

(۲۳)ضابطہ: اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل اگر یہ غائب کے لئے خبر بنیں تو ان میں غائب کی ضمیر ہوگی اور اگر یہ متکلم یا مخاطب

---

(۱) کافیہ: ۱۱۴ النحو الوافی: ۲۳/۳

(۲) موصل الطلاب الی قواعد الاعراب: ۸۲/۱

(۳) النحو الواضح فی قواعد اللغۃ العربیۃ: ۴۸۵/۲

(۴) لأن الموصول مع صلته في قوة المشتق،اي جاء زيدن القائم/ فتح رب البریۃ: ۴۱۲

کے لئے خبر بنیں تو ان میں متکلم یا مخاطب کی ضمیر ہوگی۔

(۲۴)**ضابطہ**: فعل میں الف یا واو آئے تو وہ ضمیر ہوتی ہے اور صفت کے صیغوں میں الف یا واو آئے تو وہ ان کی علامت ہے ضمیر نہیں اسلئے کہ یہ حالت رفعی اور نصبی اور جری میں بدلتے ہیں اگر ضمیر ہوتی تو بدلتے نہیں قائم میں ھو کی ضمیر اور قائمان میں ھما کی ضمیر اور قائمون میں ھم کی ضمیر اور أنت قائم میں أنت کی ضمیر اور أنا قائم میں أنا کی ضمیر ہے۔

(۲۵)**ضابطہ**: صفت کے صیغے مفرد ہوتے ہیں اور ان کو شبہ جملہ کہتے ہیں شبہ جملہ کہنے کی وجہ یہ کہ ان کو فعل کے ساتھ مشابہت ہے وہ اس طرح کہ جس طرح فعل کو فاعل چاہئے اسی طرح ان کو بھی فاعل کی ضرورت ہوتی ہے۔[1]

اور مفرد کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو اسم جامد مفرد کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے وہ اس طرح کہ کہتے ہیں ''ھو رجل، أنت رجل، أنا رجل'' ان تینوں مثال میں ''رجل'' میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اسی طرح کہتے ہیں: أنا قائم، أنت قائم ھو قائم'' تو ان تینوں صورتوں میں ''قائم'' میں تبدیلی نہیں ہوئی تو یہ مشابہ ہے ''رجل'' کے، اس کے برخلاف فعل میں ھو ضرب، أنت ضربت، أنا ضربت میں تبدیلی ہے۔

(۲٦)**ضابطہ**: صفت کے صیغوں کو جس قسم کے اسم کے ساتھ جوڑیں گے اس کے اندر ضمیر بھی اسی قسم کی ہوگی۔

مشق: (۱) زید قائم (۲) أنا قائم (۳) أنتما فاران فی المیدان (۴) زید ضارب أبوہ عمرو فی الدار الیوم بالعصا

(۱) حاشیۃ دلیل السالک الی الفیۃ ابن مالک: ۱/۱۳۹

(۲۷) ضابطہ: جار مجرور جب بھی کلام میں آئے وہ مبتدا نہیں بنے گا بلکہ خبر بنے گا، **جیسے:** في الدار زيد، اسی طرح حروف مشبہ بالفعل کے بعد جار مجرور آئے تو وہ ان کی خبر مقدم ہو گا، **جیسے:** إن في الدار زيدا

(۲۸) ضابطہ: حروف مشبہ بالفعل کی خبر ظرف ہو تو اسم پر مقدم کرنا جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔[۱]

(۲۹) ضابطہ: ''إِنَّ'' کے داخل ہونے کے بعد وہ جملہ جملہ ہی رہتا ہے اور ''أَنَّ'' کے داخل ہونے کے بعد وہ جملہ مفرد بن جاتا ہے یعنی اس پر سکوت صحیح نہیں۔[۲]

(۳۰) ضابطہ: ''أَنَّ'' کے مفرد نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ''أَنَّ'' کی خبر کا مصدر نکالو اور اسکو ''أَنَّ'' کے اسم کا مضاف بناؤ جیسے ''أَنَّ زيدا قائم'' تو قائم کا مصدر قیام ہے اب اسکو ''زيد'' کا مضاف بنالو جیسے ''قيامُ زيد'' تو بات پوری نہیں ہوتی تو معلوم ہوا ''أَنَّ'' کے بعد آنے والا جملہ مفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔

(۳۱) ضابطہ: کلام میں ''أَنَّ'' اور ''إِنَّ'' کب آتا ہے۔ جو جملہ کے مقامات ہیں وہاں ''إِنَّ'' پڑھیں گے اور جو جملہ مفرد کے حکم میں ہو وہاں ''أَنَّ'' پڑھیں گے، ابتداء کلام میں آیا تو ''إِنَّ'' پڑھیں گے اور قال کے بعد ''إِنَّ'' پڑھیں گے، فاعل کے مقام میں یا مفعول کے مقام میں یا مضاف الیہ کے مقام میں آجائے تو ''أَنَّ'' پڑھیں گے۔[۳]

---

(۱) کافیہ: ۴۲، ۴۳

(۲) کافیہ: ۱۸۰

(۳) کافیہ: ۱۸۰، ۱۸۱

مشق:(۱)إن الله على كل شى قدير (۲)أشهد أن محمدا رسول الله (۳)إن زيدا قائم (۴)إن فى الدار عيسىٰ(۵)إن البيع ينعقد بالايجاب والقبول (٦)ثبت أنك قائم (۷)إن ما قبل هذا الفصل بحث جيد(**ماکافہ آئے تو وہ ''إِنَّ'' کے ساتھ جڑ کر آتا ہے اور اگر ماکافہ نہ ہو تو وہ الگ آئے گا اور یہاں ماموصولہ ہوگا**)(۸)إن فى الدار رجلين(۹)إن غلامى و غلامك حاضران(۱۰)إن هذا و ذاك أخوان (۱۱)إنكم مجتهدون (۱۲)إن الذى رأيته رجل يبيع الأثواب (۱۳)إنكم ظلمتم أنفسكم باتخاذكم العجل

(۳۲)ضابطہ: اسم کا عطف اسم پر ہوگا اور فعل کا عطف فعل پر اور ظرف کا عطف ظرف پر ہوگا۔

مشق:(۱)الحمد لله على نعمائه الشاملة، وآلائه الكاملة، (۲)والصلاة على سيد الأنبياء محمّد المصطفى، وعلى آله المجتبى (۳)سقى الله ثراه وجعل الجنة مثواه(۴)سلمت على زيد و عمرو و بكر (۵)ذهب زيد و الذى معه إلى البستان (٦)قمت فمشيت ثم مررت بك و بزيد (۷)عمرو و الذين معه ذهبوا إلى السوق

ال دو قسم پر ہے ال اسمی، ال حرفی

۱)**ال اسمی:** وہ ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں پر داخل ہوتا ہے یہ دراصل اسم موصول ہوتا ہے جو "ال" کی صورت میں آتا ہے، تو چونکہ یہ اسم موصول ہوتا ہے اسلئے اسے ال اسمی کہتے ہیں تو الضارب **بمعنی** الذى يضرب کے ہے **یعنی** وہ جو کہ پٹائی کرتا ہے المضروب **بمعنی** الذى يضرب کے ہے **یعنی** وہ جس کی پٹائی کی جاتی ہے۔

۲)**ال حرفی:** وہ ہے جس کے ذریعہ کسی اسم کو معرفہ بنایا جاتا ہے اسکے ذریعہ

کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے یہ چار قسم پر ہے۔

۱) ال جنسی: وہ ہے جس کے ذریعہ کسی جنس، ماہیت اور حقیقت کی طرف اشارہ کیا جائے اور افراد مراد نہیں ہوتے جیسے "الرجل خير من المرأة" یعنی جنس رجل جنس امرأۃ سے بہتر ہے یہاں افراد مراد نہیں اگر افراد مراد ہوں تو پھر یہ بات درست نہیں کیوں کہ جنس امرأۃ کے بہت سے افراد مردوں سے بہتر ہیں جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ ان کا مقام اتنا اعلی وارفع ہے کہ بعد والا کوئی مرد بھی ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا یا جیسے ایک مومنہ عورت کہ وہ تمام دنیا کے کافر مردوں سے بہتر ہے۔

۲) ال استغراقی: وہ ہے جس کے ذریعہ کسی جنس کے تمام افراد کی جانب اشارہ کیا جائے جیسے قرآن میں ہے (إن الإنسان لفى خسر إلا الذين اٰمنوا) یہاں الانسان پر ال استغراقی ہے ترجمہ یقیناً تمام انسان خسارہ میں ہیں (تمام افراد مراد ہیں) مگر وہ لوگ جو ایمان لائے۔

۳) ال عہد خارجی: وہ ہے جس کے ذریعہ کسی جنس کے متعین فرد یا افراد کی طرف اشارہ کیا جائے مثلاً آپ کہتے ہیں "جائنى رجل فاكرمت الرجل" یعنی میرے پاس ایک آدمی آیا تو میں نے اس آدمی کا اکرام کیا یہاں پہلے جملہ میں رجل کا تذکرہ آیا تو اب دوسرے جملہ میں الرجل ال سے اس متعین رجل کی طرف اشارہ کیا گیا۔

۴) ال عہد ذہنی: وہ ہے جس کے ذریعہ کسی جنس کے فردِ غیر معین کی طرف اشارہ کیا جائے جیسے قرآن میں ہے "إنى أخاف أن يأكله الذئب" تو حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے حضرت یوسفؑ کے بارے میں فرمایا کہ مجھے خوف ہے اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے گا تو یہاں "الذئب" پر "ال" عہد ذہنی ہے

یعنی ذہن میں جنسِ بھیڑیا کے ایک فرد کا تصور کر کے ال کے ذریعہ اسکی طرف اشارہ کر دیا گیا نیز یہ بات یاد رکھیں وہ اسم جس پر ال عہد ذہنی داخل ہو وہ لفظوں کے اعتبار سے تو معرفہ ہو جاتا ہے لیکن معنی کے اعتبار سے نکرہ ہی رہتا ہے لہذا "الذئب" کا ترجمہ ہو گا کوئی بھیڑیا یا کوئی ایک بھیڑیا۔[1]

مشق: (۱)خُلق الإنسان ضعيفا (۲)نظرت فى الفصل الأول وفى ماقبله (۳)قرأت مقدمة الكتاب ومابعدها (۴)فيها مصباح المصباح فى زجاجة (۵)إن الإنسان لفي خسر

(۳۴)ضابطہ: ''قال'' یہ فعل متعدی ہے اور ''قال'' کا مفعول مقولہ ہوتا اور وہ مقولہ عموماً جملہ ہوتا ہے، اوراس کا صلہ ''لام'' آتا ہے، اور یہ لام اس پر داخل ہوتا ہے جس سے بات کی جائے۔

(۳۴)ضابطہ: جب ماضی کو حال بنایا جائے وہاں ''قد'' کا لفظوں میں ہونا یا تقدیراً ہونا ضروری ہے اسلئے کہ ''قد'' ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے قریب الی الشی فی حکم الشی ہوا کرتا ہے[2]۔ جیسے: قال الله تعالى

مشق: (۱)قال زيد أنا رجل كريم(۲)قلت لك إضرب زيداً (۳)قال الأستاذ لتلامذته إن السعادة في القناعة (۴)قال رجل يضرب زيدا أنا أبوه (۵)قال الأستاذ لتلامذته هذا ذكر مبارك أنزله الله تعالى

(۳۵)ضابطہ: جملہ انشائیہ کے اقسام میں ایک نداء ہے اسکے بعد جوابِ نداء آتا ہے وہ جملہ انشائیہ بھی ہو سکتا ہے اور جملہ خبریہ بھی ہو سکتا ہے۔

---

(۱) جواہر البلاغۃ فی المعانی والبیان والبدیع: ۱۱۷

(۲) کافیہ: ۲۷

مشق:(١)یا إبراھیم حفظ خالد القران بفضل الله (٢)یا عبد الله کُلِ الطعام الذی اشتریته لك فی یوم الجمعة من السوق بمائة روبیة (٣)یا رشید قد جئت بالتأخیر الیوم (۴)یا رشید اِسمَع کلامی

(٣٦)ضابطہ: شرط کے لئے ''إن'' اور ''لـــــو'' آتے ہیں اور جملہ شرطیہ دو جملوں سے مرکب ہوتا ہے، شرط ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوگی خواہ لفظوں میں یا تقدیرا[١] اسلئے کہ شرط تعلیق کے لئے آتی اور تعلیق آتی زمانہ کے اندر اور زمانہ ہوتا فعل کے اندر اور جزاء جملہ فعلیہ بھی ہوسکتا ہے اور جملہ اسمیہ بھی اور شرط اور جزاء میں سے شرط قید ہے اور اصل جملہ جزاء ہے شرط اور جزاء کو ملا دیا تو اب یہ جملہ شرطیہ انشائیہ ہے یا جملہ شرطیہ خبریہ ہے تو اسکا پتہ جزاء سے چلے گا اور شرط جزاء کے اندر ربط کے لئے فاء لائی جاتی ہے، اور بعض اوقات فاء نہیں بھی لائی جاتی، کہاں لائی جائے اور کہاں نہیں لائی جائے اسکا ضابطہ یہ کہ ربط اگر پہلے سے ہوچکا ہو تو فاء نہیں لائیں گے اور اگر ربط پہلے سے نہیں ہوا ہو تو فاء لائیں گے اب ربط ہوا یا نہیں کیسے پتہ چلے گا تو غور کرنے سے پتہ چلے گا کہ حرف شرط نے جزاء کے معنی میں کوئی تبدیلی کی ہے یا نہیں اگر تبدیلی پیدا کی ہے تو ربط ہوا اب فاء لانے کی ضرورت نہیں اور اگر تبدیلی پیدا نہیں کی تو کوئی ربط نہیں ہوا لہذا اب حرفِ ربط لے آؤ اور وہ فاء ربط ہے مثلا ''إن ضربتنی ضربتك'' یہاں ربط ہوا ضرب ماضی کا صیغہ ہے اور معنی مستقبل کے ہورہے ہیں تو مستقبل کے معنی حرف شرط کی وجہ سے ہورہے ہیں تو معلوم ہوا حرف شرط نے معنی میں تبدیلی کر دی تو ربط ہوا، دوسری مثال إن جئتنی فجزاك الله خیرا ، إن جئتنی فاضرب زیداً،

---

(١) کافیہ: ١٩١

إن جئتنى فلك درهم ان سب مثالوں میں حرف شرط نے جزاء کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں کی تو اس لئے یہاں فاء لائے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جزاء ماضی مع قد کے ہو تو فاء کا لانا واجب ہے یا جزاء جملہ انشائیہ ہو یا جملہ اسمیہ ہو تو فا کا لانا واجب اور اگر جزاء فعل مضارع ہو تو فاء کا لانا بھی جائز اور فاء کو حذف کرنا بھی جائز۔[1]

مشق:(۱)إن ضربتنى ضربتك(۲)إن تضربنى أضربك(۳)إن قتلت العقرب فأنت شجاع (۴)إن دخلت الدار فأنت طالق(۵)إن جائنى زيد فاضربه بالعصا

(۳۷)ضابطہ: کبھی کبھار مبتدا بھی متضمن ہوتا ہے معنی شرط کو تو ایسی صورت میں اس کی خبر پر فاء کو داخل کرنا جائز ہے اور یہ دو ہیں: مبتدا ایسا اسم موصول ہو جس کا صلہ جملہ فعلیہ ہو یا ظرف مستقر ہو جیسے:"الذى يأتيني أو فى الدار فله درهم" یا ایسا نکرہ ہو جس کی صفت فعل ہو یا ظرف مستقر ہو تو اس کی خبر پر فاء کو داخل کرنا جائز ہے جیسے كل رجل يأتيني أو فى الدار فله درهم[2]

مشق:(۱)من تشبه بقوم فهو منهم (۲)من تواضع لله رفعه الله (۳)من بنى مسجدا لله بنى الله له بيتا فى الجنة (۴)من راى هلال الفطر وحده لم يفطر ("وحده" یہ عبارتوں میں حال بنا کرتا ہے)

(۳۸)ضابطہ: اسم منسوب: یعنی وہ اسم جو کسی کی طرف منسوب ہو جیسے: ہندی، حجازی، جہاں بھی اسم منسوب آجائے اسکے لئے نائب فاعل چاہئے اور ضمیر

---

(۱) کافیہ: ۱۶۰

(۲) کافیہ: ۴۰

اسکے اندر **عموماً نائب فاعل** ہوا کرتی ہے **جیسے:** "هذا رجل لاهوری" ، "هذه حكاية عربية"

(۳۹) ضابطہ: ابن کا ہمزہ وصلی درمیان عبارت میں گر جاتا ہے لیکن تلفظ سے گرتا ہے کتابت سے نہیں گرتا ہے لیکن ابن کا لفظ دو علَمین متناسِلین کے درمیان آجائے تو ہمزہ کتابۃً بھی گر جائے گا ، نیز پہلے عَلم سے تنوین کو بھی گرا دیتے ہیں کثرت استعمال کی وجہ سے ، نیز ابن اگر سطر کے شروع میں آجائے تو اسکو لکھنا پڑتا ہے۔[۱]

(۴۰) ضابطہ: معرفہ کی صفت مقدم ہو جائے تو اسے بدل مبدل منہ بناتے ہیں **جیسے:** "جائنی زید الشیخ" میں اگر صفت مقدم کریں اور کہیں "جائنی الشیخ زید"

مشق: (۱) ألفه الشيخ الإمام أفضل علماء الأنام عبد القاهر بن عبد الرحمن الجرجاني (۲) والصلاة على سيد الأنبياء محمّد بن عبدالله

* * *

---

(۱) شرح الکافیۃ الشافیۃ: ۱۱۹۸/۳

الإعراب الكامل
على
شرح مأة عامل

بسم الله الرحمن الرحيم [1]

الحمد لله على نعمائه الشاملة، و آلائه الكاملة، و الصلاة على سيد الأنبياء محمّد المصطفى، و على آله المجتبى. [2]

بـاء: حرف جر. **اسـم**: مجرور بالباء وعلامة الجر: الكسرة الظاهرة. وهو مضاف. والجار والمجرور متعلقان بفعل محذوف وهو "أبدأ" وهو فعل مضارع مرفوع بالضمة والفاعل: ضمير مستتر و جوباً تقديره: انا. **الله**: لفظ الجلالة: اسم مضاف اليه مجرور بالاضافة وعلامة الجر: الكسرة الظاهرة وهو موصوف. **الرحمن الرحيم**: صفتان للفظ الجلالة مجروران علامة جرهما الكسرة الظاهرة.

الحمـد:مبتدأ مرفوع بالضمة. **الـلام**: حرف جر. **لله**: لفظ الجلالة: اسم مجرور باللام وعلامة الجر: الكسرة الظاهرة. والجار والمجرور متعلقان بخبر محذوف ، التقدير: الحمد ثابت لله. **علـى**:حرف جر. **نعمائـه**: مجرور بعلى وعلامة جره: الكسرة وهو مضاف وموصوف. **والهـاء**: ضمير متصل مبني على الكسر في محل جر بالاضافة، والجار والمجرور متعلقان بـ لله لأنه ظرف مستقر (الضابطة) "وإذا اعتمد الظرف والجار المجرور على النفى والاستفهام والاسم المخبر عنه والاسم =

---

(١) "اسم" **نکرہ کے بعد لفظ** "الله" **معرفہ اور لفظ** "الله" **معرفہ کے بعد** "الرحمن الرحیم" **معرفہ ضابطہ: ا۔** "باسم" **ظرف مستقر ضابطہ: ١٢۔**

(٢) "الحمد لله" **اور** "والصلاة على سيد الأنبياء" **میں** "لله" **اور** "على سيد الأنبياء" **ظرف مستقر خبر کی جگہ میں ضابطہ: ١٢،٢٠۔** " والصلاة على سيد الخ" **جملہ کا عطف** "الحمدلله الخ" **جملہ پر۔** " وآلائه الكاملة" **مفرد کا عطف** "نعمائه الشاملة" **مفرد پر۔** "على آله المجتبى" **ظرف کا عطف** "على سيد الأنبياء" **ظرف پر ضابطہ: ٣٢۔** "نعمائه الشاملة" **اور** "وآلائه الكاملة" **میں اسم کے ساتھ ضمیر متصل ضابطہ: ٢۔** "نعماء" **اور** "وآلاء" **جمع بتاویل جماعةٌ واحد مؤنث کے حکم میں ضابطہ: ٨۔** "سيد الأنبياء" **صفت** "محمد" **معرفہ سے پہلے ضابطہ: ٤٠**

اعلم أن العوامل في النحو على ما ألفه الشيخ الإمام أفضل علماء الأنام عبد القاهر بن عبد الرحمن الجرجاني سقى الله ثراه وجعل الجنة مثواه – مائة عامل. [١]

=الموصوف والاسم الموصول عملا عمل فعل الاستقرار وصار العمل لهما عند المحققين." ولله: ظرف مستقر و اعتمد على المبتدأ اى الاسم المخبر عنه عامل لنعمائه الشاملة الخ. وقيل إنما العمل للمحذوف. **الشاملة:**صفة لنعمائه مجرور بالكسرة. **الواو:** عاطفة. **آلائه:** معطوفة على "نعماء" مجرور مثلها بالكسرة. **والها:** ضمير متصل مبني على الكسر في محل جر بالاضافة. **الكاملة:** صفة آلاء مجرور بالكسرة. **الواو:** عاطفة. **الصلاة:** مبتدأ مرفوع بالضمة. **على:** حرف جر. **سيد:** مجرور بعلى وعلامة الجر: الكسرة. وهو مضاف. والجار المجرور متعلقان بخبر محذوف. التقدير: الصلاة نازلة على سيد الانبياء. **الانبياء:**مضاف اليه مجرور بالاضافة وعلامة جره: الكسرة. **محمد:** بدل من سيد مجرور مثله بالكسرة وهو موصوف. **المصطفى:** صفة محمد مجرور وعلامة جره: الكسرة المقدرة ومنصرف البتة ومنع ظهور الحركة التعذر لأنه اسم مقصور. **الواو:** عاطفة. **على:** حرف جر. **آله:** مجرور بعلى وعلامة الجر: الكسرة. وهو مضاف و موصوف. **والهاء:** ضمير متصل مبني على الكسر في محل جر بالاضافة. **المجتبى:** صفة آل مجرور وعلامة جره: الكسرة المقدرة كمامر. (اعلم أن العوامل **کی ترکیب اگلے صفحہ پر**)

---

(١) "أن العوامل الخ" **میں** "أن" **مفعول کی جگہ میں ضابطہ :٣١۔** "في النحو" **ظرف مستقر حال کی جگہ میں ضابطہ :١٨،٢٠۔** "ألفه الشيخ الخ" **صلہ کا کوئی محل اعراب نہیں ضابطہ :٢٢۔** "الشيخ" **صفت** "عبد القاهر" **معرفہ سے پہلے ضابطہ :٤٠۔** "ابن" کا لفظ دو علمین متناسلین کے درمیان ضابطہ:٤٠ "الجرجاني" **اسم منسوب ضابطہ :٣٨۔** "وجعل الجنة " **جملہ معترضہ جس کا کوئی محل اعراب نہیں، کا عطف** "سقى الله ثراه" **جملہ پر ضابطہ :٣٢**

....

اعلم: فعل أمر مبني على السكون والفاعل: ضمير مستتر فيه وجوباً تقديره: انت. **أن**: حرف مشبه بالفعل ينصب الاسم و يرفع الخبر. **العوامل:** اسم "أن" منصوب بالفتحة وهو ذوالحال. و جملة "أن العوامل في النحو" و مابعدها في محل نصب مفعول به لفعل "اعلم" **في النحو**: جار و مجرور متعلقان بحال محذوفة تقديره: أن العوامل معتبرة في النحو. **على**: حرف جر. **ما**: اسم موصول مبني على السكون في محل جر والجار والمجرور متعلقان بفى النحو لأنه ظرف مستقر معتمد على العوامل اى على الاسم المخبر عنه. **ألف**: فعل ماضي مبني على الفتح وجملة: "ألف" صلة الموصول لا محل لها من الاعراب. **والهاء**: ضمير متصل مبني على الضم في محل نصب مفعول به. **الشيخ**: فاعل مرفوع بالضمة وهو موصوف. **الامام**:صفة اولى للشيخ مرفوع بالضمة. **أفضل**: صفة ثانية للشيخ مرفوع بالضمة. **علماء**: مضاف اليه مجرور بالاضافة وعلامة الجر: الكسرة. **الأنام**: مضاف اليه ثان مجرور بالاضافة وعلامة الجر: الكسرة. **عبد**: بدل من الشيخ مرفوع بالضمة و هو مضاف. **القاهر**: مضاف اليه مجرور بالاضافة وعلامة الجر: الكسرة. **ابن**: صفة اولى للعبد مرفوع بالضمة و هو مضاف أو بدل من العبد. **عبد**: مضاف اليه مجرور بالاضافة وعلامة الجر: الكسرة. **الرحمن**: مضاف اليه ثان مجرور بالاضافة وعلامة الجر: الكسرة. **الجرجاني**: مرفوع على أنه صفة ثانية للعبد، ويجوز أن يكون خبرا لمبتدأ محذوف أي هو الجرجاني. **سقي**: فعل ماضي مبني على الفتح المقدر على الالف للتعذر **الله**: فاعل مرفوع بالضمة. و جملة "**سقى الله**" ومابعدها اعتراضية لا محل لها من الاعراب. **ثراه**: مفعول به منصوب بالفتحة المقدرة على الالف للتعذر لأنه اسم مقصور. **والهاء**: ضمير متصل مبني على الكسر في محل جر بالاضافة. **الواو**: عاطفة. **جعل**: فعل ماضي مبني على الفتح وفاعله: ضمير مستتر جوازاً تقديره: هو. جملة:"**جعل**" معطوفة على "سقي" وتعرب اعرابها. **الجنة**: مفعول به اول منصوب بالفتحة. **مثواه**:مفعول به ثان منصوب بالفتحة =

لفظيّة ومعنويـة فاللفظيـة منهـا علـى ضـربين سـماعية وقياسـية، فالسماعية منها أحد وتسعون عاملاً، والقياسية منها سبعة عوامل، والمعنوية منها عددان، وتتنوّع السماعية منهـا علـى ثلاثـة عشـر نوعاً. (١)

=المقدرة على الالف للتعذر. **والهاء**: ضمير متصل مبني على الكسر في محل جر بالاضافة. **مائة**: خبر"أن" مرفوع بالضمة وهو مضاف و مميز. **عامل**: مضاف اليه مجرور بالكسرة و تمييز.

لفظية: بدل من مائة مرفوع وعلامة رفعه الضمة. أو خبر لمبتدأ محذوف وهو هي أو مفعول به بفعل محذوف التقدير: أعنى أو بدل من عامل مجرور. **الواو**: عاطفة. **معنوية**: معطوفة على "لفظية" مرفوعة أو منصوبة أو مجرورة مثلها. **الفاء**: تفصلية. **اللفظية**: مبتدأ مرفوع بالضمة وهو ذو الحال. **منها**: جار و مجرور متعلقان بحال محذوفة تقديره:فاللفظية كائنة منها. **على**: حرف جر. **ضربين**: مجرور بعلى وعلامة الجر: الياء لانه مثني. والجار و المجرور متعلقان بخبر محذوف لمبتدأ. التقدير: اللفظية منها ثابتة على ضربين. **سماعية**: بدل من ضربين مجرور وعلامة جره الكسرة. **الواو**: عاطفة. **قياسية**: معطوفة على"سماعية" مجرورة مثلها علامة جره الكسرة. **الفاء**: تفصلية. **السماعية**: مبتدأ مرفوع بالضمة. **منها**: جار و مجرور متعلقان بحال محذوفة تقديره:السماعية كائنة منها. **أحد**: خبر مرفوع بالضمة. **وتسعون**: معطوفة بالواو على "أحد" مرفوعة مثلها وعلامة رفعها الواو لانها من الفاظ العقود الملحقة بجمع المذكر السالم. **عاملا**: تميز منصوب بالفتحة=

---

(١) "لفظية ومعنوية" اور "سماعية وقياسية" **اسم منسوب ضابطہ: ۳۸۔** "منها" **ظرف مستقر حال کی جگہ میں اور** "على ضربين" **ظرف مستقر خبر کی جگہ میں ضابطہ: ۲۰۔**

....

= **والقياسـية منهـا**: تعرب اعراب السماعية منها. **سـبعة**: خبر مرفوع بالضمة. **عوامل**: مضاف اليه مجرور بالاضافة وعلامة جره الفتحة لانه ممنوع من الصرف. **والمعنويةمنها**: تعرب اعرابها. **عددان**: خبر مرفوع وعلامة الرفع: الف لانه مثني. **الواو**: عاطفة. **تتنـوع**: فعل مضارع مرفوع بالضمة لخلوه عن الناصب و الجازم. **السـماعية**: فاعل مرفوع بالضمة. **منهـا**:جار و مجرور متعلقان بحال محذوفة تقديره:السماعية كائنة منها. **على**: حرف جر. **ثلاثـةعشـر**: كلمتان مبنيتان على فتح الجزأين في محل جر. **نوعا**: تمييز.

النوع الأول

حروف تجرّ الاسم فقط، وتسمّى «حروفاً جارة» وهي سبعة عشر حرفاً:[۱]

النوع: مبتدأ مرفوع بالضمة وهو موصوف. **الاول**: نعت للنوع. **حروف**: خبر مرفوع وعلامة رفعه الضمة موصوف. **تجر**: صفة فعل مضارع مرفوع بالضمة لخلوه عن الناصب و الجازم، والفاعل ضمير مستتر جوازا تقديره: هي. **الاسم**: مفعول به منصوب بالفتحة. **فقط**: الفاء واقعة في جواب الشرط المحذوف. قط: اسم فعل بمعنى انته، تقديره: "اذا جررت بها الاسم فانته عن عمل غير الجر، تركيب جواب الشرط المحذوف:" اذا ظرف لما يستقبل من الزمن مبني على السكون متضمن معني الشرط خافض لشرط متعلق بجواب الشرط غير جازمة، جررت: فعل ماض مبني على السكون. تاء: ضمير متصل في محل رفع فاعل، وجملة "جررت" في محل جر بالاضافة لوقوع بعد اذا. بها: جار ومجرور متعلق بجررت. الاسم: مفعول به منصوب بالفتحة فاء: واقعة في جواب الشرط. إنته: فعل امر مبني على السكون، والفاعل ضمير مسستر وجوبا في محل رفع تقديره: انت. عن: حرف جر. عمل: مجرور بعن وهو موصوف. غير: صفة مجرور وعلامة جره الكسرة وهو مضاف. الجر: مضاف اليه مجرور بالاضافة. **الواو**: عاطفة. **تسمى**:فعل مضارع مرفوع بالضمة المقدرة على الالف للتعذر ونائب الفاعل ضمير مستتر فيه جوازا تقديره : هي. **حروفا**: مفول به منصوب بالفتحة. **جارة**: منصوب بالفتحة صفة لحروف. **الواو**:عاطفة. **هي**: ضمير رفع منفصل مبني على الفتح في محل رفع مبتدأ **سبعةعشر**:عدد مركب مبني على فتح الجزئين في محل رفع خبر. **حرفا**:تميز منصوب بالفتحة.

---

(۱) "حروف" نکرہ کے بعد "تجر" فعل صفت کی جگہ میں ضابطہ: ۴،۸،۱۰،۱۹۔

﴿الباء﴾

للإلصاق، وهو اتصال الشيء بالشيء إمّا حقيقة. نحو: «به داء» وإمّا مجازاً، نحو: «مررت بزيد» أي: التصق مروري بمكان يقرب منه زيد(١)

البـاء: مبتدأ مرفوع بالضمة. **للالصـاق**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف تقديره: ثابتة. **الواو**:عاطفة. **هو**: ضمير رفع منفصل مبني على الفتح في محل رفع مبتدأ. **اتصال:** مرفوع بالضمة خبر وهو مضاف. **الشئ**: مجرور بالاضافة. **بالشي**: جار و مجرور متعلقان بمصدر اتصال. **إما**: حرف تفصيل .لاعمل له. **حقيقـة**: تميز منصوب بالفتحة. **نحـو**: مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره: مثاله. **بـه**: جار ومجرور متعلقان بخبر مقدم محذوف. **داء**: مبتدأ مؤخر مرفوع بالضمة والجملة من المبتدأ والخبر في قوة مفرد مضاف اليه في محل جر. **وإمامجازا**: معطوفة بالواو على "إما حقيقة" تمييز منصوب بالفتحة. **نحـو**: مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره: مثاله. **مـررت**: فعل ماض مبني على السكون لاتصاله بضمير الرفع المتحرك والتاء: ضمير متصل ضمير المتكلم مبني على الضم في محل رفع فاعل. **بزيـد**: جار ومجرور متعلقان بمررت والجملة من الفعل وفاعله ومتعلقه مفسَّرة و في قوة مفرد مضاف اليه من المفسَّرة والمفسِّرة. **اي**: حرف تفسير. **التصـق**: فعل ماض مبني على الفتح وجملة "التصق الخ"مفسِّرة. **مـروري**: فاعل مرفوع وعلامة رفعه الفتحة المقدرة على ماقبل الياء منع من ظهورها اشتغال المحل بالحركة الماتي بها من أجل الياء. والياء: ضمير المتكلم مبني على السكون في محل جر بالاضافة. **بمكـان**: جار ومجرور متعلقان بالتصق ومكان موصوف. **يقرب**: صفة فعل مضارع مرفوع =

---

(١) "بالشئ" ***ظرف لغو متعلق*** "اتصال" ***مصدر سے ضابطہ***: ١١۔ "به داء" ***میں*** "به" ***ظرف مستقر مقدم ضابطہ***: ١٣۔ "مكان" ***نکرہ کے بعد*** "يقريب" ***فعل ضابطہ***: ٨، ١٠، ١٩۔

وللاستعانة، نحو: «كتبت بالقلم» وقدتكون للتعليل، نحو قوله تعالى[١] ﴿إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ﴾[٢]

= بالضمة لتجرده عن الناصب والجازم. **منه**:جار و مجرور متعلق بيقرب. **زيد**: مرفوع بالضمة فاعل ليقرب. وجملة "يقرب" في محل جر صفة لمكان.

وللاستعانة: معطوفة بالواو على "للالصاق" وتعرب اعرابها. **نحو**:مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثالها. **كتبت**:فعل ماض مبني على السكون لاتصاله بضمير الرفع المتحرك والتاء ضمير متصل ضمير المتكلم مبني على الضم في محل رفع فاعل. **بالقلم**:جار ومجرور متعلقان بكتبت. وجملة "كتبت" في قوة مفرد مضاف اليه. **الواو**: عاطفة. **قد**:حرف تقليل. **تكون**:فعل مضارع ناقص مرفوع بالضمة لتجرده عن الناصب والجازم، الفاعل ضمير مستتر فيه جوازا تقديره: هي. **للتعليل**:جار ومجرور متعلقان بخبر كان تقديره: ثابتة. نحو: مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثالها. **قوله**:مجرور بالاضافة وهو مضاف. والهاء:ضمير متصل مبني على الكسر في محل جر مجرور بالاضافة. **تعالى**:فعل ماض مبني على الفتح المقدر على الالف للتعذر والفاعل ضمير مستتر فيه جوازا تقديره: هو. وجملة:"تعالى"حال من الضمير المجرور بالاضافة بتقدير قد. **إن**:حرف مشبه بالفعل. **الكاف**:ضمير متصل مبني على الضم في محل نصب اسم إن. **والميم**: علامة جمع الذكور. **ظلمتم**:فعل ماض مبني على السكون لاتصاله بضمير الرفع المتحرك **التاء**: ضمير متصل في محل رفع فاعل. **والميم**: علامة الجمع. والجملة الفعلية "ظلمتم" =

---

(١) "وللاستعانة" **ظرف کا عطف** "للإلصاق" **ظرف پر ضابطہ**: ٣٢۔ "تعالى" **فعل ماضی حال ضابطہ**: ٣٤۔ "إنكم ظلمتم الخ" "قوله تعالى" **میں قول کا مقولہ ضابطہ**: ٣٣۔ "بالقلم" **ظرف لغو ضابطہ**: ١٢۔

(٢) [البقرة:٥٤]

وللمصاحبة، نحو: «اشتريت الفرس بسرجه»، وللتعدية، نحو قوله تعالى: ﴿ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ﴾[1] ونحو: «ذهبت بزيد» أي: أذهبته..

= في محل رفع خبر "إن" **أنفسكم**: مفعول به ومضاف ومضاف اليه. **باتخاذكم**: جار و مجرور متعلقان بظلمتم. الكاف: ضمير متصل في محل جر بالاضافة. والميم: علامة الجمع. **العجل**:مفعول به للمصدر منصوب بالفتحة وجملة "إنكم ظلمتم" في محل نصب مفعول به مقول القول.

وللمصاحبة: معطوفة بالواو على"للتعليل" تعرب اعرابها. **نحو**: مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثالها. **اشتريت**: فعل ماض مبني على السكون لاتصاله بضمير الرفع المتحرك. والتاء: ضمير متصل ضمير المتكلم مبني على الضم في محل رفع فاعل. **الفرس**: مفعول به منصوب بالفتحة. **بسرجه**: جار و مجرور متعلقان باشتريت والهاء: ضمير متصل مبني على الكسر في محل جر مجرور بالاضافة. وجملة "اشتريت" في قوة مفرد مضاف اليه. **وللتعدية**: معطوفة بالواو على"للتعليل" تعرب اعرابها. **نحو قوله تعالى**:قد مضي تركيبه. **ذهب**:فعل ماض مبني على الفتح. **الله**:لفظ الجلالة فاعل مرفوع بالضمة. **بنورهم**:جار و مجرور متعلقان بذهب. هم:ضمير الغائبين في محل جر بالاضافة التقدير: أذهب الله نورهم، وجملة "ذهب" في محل نصب مفعول به مقول القول. **ونحو**:معطوفة بالواو على "نحو قوله" **ذهبت**:فعل ماض مبني على السكون لاتصاله بضمير الرفع المتحرك والتاء ضمير متصل ضمير المتكلم مبني على الضم في محل رفع فاعل. **بزيد**:جار ومجرور متعلقان بذهبت، وجملة "ذهبت الخ"مفسَّرة، ومضاف اليه من المفسَّرة والمفسِّرة لنحو. **اي**:حرف تفسير. **أذهبته**: فعل ماض مبني على السكون =

(١) [البقرة: ١٧]

وللمقابلة، نحو، «اشتريت العبد بالفرس»، وللقسم، نحو: «بالله لأفعلن كذا»، وللاستعطاف، نحو: «ارحم بزيد»، وللظرفية، نحو: «زيد بالبلد»..........................

= لاتصاله بضمير الرفع المتحرك والتاء: ضمير متصل ضمير المتكلم مبني على الضم في محل رفع فاعل. والهاء:ضمير متصل مبني على الضم في محل نصب مفعول به وجملة "اذهبته"مفسرة.

وللمقابلة:معطوفة بالواو على"للتعليل" تعرب اعرابها. **نحو**: مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثالها. **اشتريت**: فعل ماض مبني على السكون لاتصاله بضمير الرفع المتحرك والتاء ضمير متصل ضمير المتكلم مبني على الضم في محل رفع فاعل. **العبد**: مفعول به منصوب بالفتحة. **بالفرس**: جار و مجرور متعلقان باشتريت. وجملة "اشتريت" في قوة مفرد مضاف اليه. **وللقسم**:معطوفة بالواو على"للتعليل" تعرب اعرابها. **نحو**: مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثاله. **بالله**:الباء للقسم حرف جر الله: لفظ الجلالة مقسم به مجرور بالباء والجار والمجرور متعلقان بفعل القسم المحذوف اي أقسم بالله والجملة بعدها لامحل لها من الاعراب لأنها جواب القسم. **لأفعلن**:اللام واقعة في جواب القسم أفعلن: فعل مضارع مبني على الفتح لاتصاله بنون التوكيد الثقيلة ونون التوكيد لامحل لها. والفاعل ضمير مستتر فيه وجوبا تقديره: انا. **كذا**:في محل نصب مفعول به. **وللاستعطاف**: معطوفة بالواو على"للتعليل" تعرب اعرابها. **نحو**: مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثاله. **إرحم**:فعل أمر مبني على السكون والفاعل ضمير مستتر فيه وجوبا تقديره: أنت. **بزيد**: جار و مجرور متعلقان بارحم. وجملة "إرحم" في قوة مفرد مضاف اليه. **وللظرفية**:معطوفة بالواو على"للتعليل" تعرب اعرابها. **نحو**: مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثالها. **زيد**:مرفوع بالضمة مبتدأ. **بالبلد**: جار و مجرور متعلقان بخبر المتبدأ تقديره: موجود وجملة من المبتدأ والخبر في قوة مفرد مضاف اليه.

وللزيادة، نحو قوله تعالى: ﴿لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾[1]

﴿واللام﴾

للاختصاص، نحو: «الجلّ للفرس، وللزيادة، نحو: ﴿رَدِفَ لَكُمْ﴾[2] أي: ردفكم، وللتعليل، نحو: «جئتك لإكرامك»......

وللزيادة: معطوفة بالواو على "للتعليل" تعرب اعرابها. **نحو قوله تعالى**:قد مضي تركيبه. **ولاتلقوا**: الواو: عاطفة، لا:ناهية جازمة، تلقوا: فعل مضارع مجزوم بلا ناهية علامة جزمه حذف النون لأنه من الافعال الخمسة، الواو: ضمير متصل في محل رفع فاعل. **بأيديكم**:الباء زائدة لتوكيد، فأيديكم: مجرور لفظا بحرف الجر الزائد منصوب محلا لانه مفعول به. الكاف: ضمير متصل في محل جر بالاضافة والميم: علامة جمع الذكور. **إلى التهلكة**:جار و مجرور متعلق بتلقوا.

الواو:عاطفة. **اللام**:مبتدأ مرفوع بالضمة. **للاختصاص**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف تقديره: ثابتة. **نحو**:مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثاله. **الجل**:مرفوع بالضمة مبتدأ. **للفرس**:جار و مجرور متعلقان بخبر محذوف تقديره: ثابت.وجملة من المبتدأ والخبر في قوة مفرد مضاف اليه. **وللزيادة**: معطوفة بالواو على"للاختصاص" تعرب اعرابها. **نحو**:مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثالها. **ردف**:فعل ماض مبني على الفتح. **لكم**:اللام زائدة لتوكيد المعني والكاف ضمير المخاطبين مبني على الضم مجرور لفظا بحرف الزائد منصوب محلا لانه مفعول به والميم علامة جمع الذكور. **اي**:حرف تفسير وبعده جملة "ردفكم" مفسرة. **وللتعليل**:معطوفة بالواو على"للاختصاص" تعرب اعرابها. **نحو**:مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثاله. **جئتك**: فعل ماض =

---

(١) [البقرة: ١٩٥]

(٢) [النمل:٧٢]

وللقسم، نحو: «لله لا يؤخر الأجل»، وللمعاقبة، نحو: «لزم الشر للشقاوة».

﴿ومن﴾
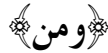
وهي لابتداء الغاية، نحو: «سرت من البصرة إلى الكوفة»...

= مبني على السكون لاتصاله بضمير الرفع المتحرك والتاء ضمير متصل ضمير المتكلم مبني على الضم في محل رفع فاعل والكاف: ضمير متصل في محل نصب مفعول به. **لإكرامك**: جار ومجرور متعلقان بجئت.

وللقسم: معطوفة بالواو على"للاختصاص" تعرب اعرابها. **نحو**: مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثاله. لله:اللام للقسم حرف جر. **الله**: لفظ الجلالة مقسم به مجرور باللام والجار والمجرور متعلقان بفعل القسم المحذوف اي أقسم بالله. **لا**:نافية لا عمل لها. **يؤخر**:فعل مضارع مرفوع بالضمة لخلوه عن الناصب والجازم. **الأجل**:مرفوع بالضمة نائب فاعل. والجملة من الفعل وفاعله في قوة مفرد مضاف اليه. **وللمعاقبة**: معطوفة بالواو على"للاختصاص" تعرب اعرابها. **نحو**: مضاف مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف تقديره:مثالها. **لزم**:فعل ماض مبني على الفتح والفاعل ضمير مستتر فيه جوازا تقديره: هو. **الشر**:مفعول به منصوب بالفتحة. **للشقاوة**:جار و مجرور متعلقان بلزم وجملة "لزم" في قوة مفرد مضاف اليه.

الواو:عاطفة. **من**:مبتدأ مؤخر مرفوع بالضمة والخبر محذوف التقدير: "ومنها من". **الواو**: عاطفة. **هي**:ضمير منفصل في محل رفع مبتدأ. **اللام**:حرف جر. **ابتداء**:مجرور باللام وعلامة جره الكسرة وهو مضاف و الجار والمجرور متعلقان بخبر محذوف للمبتدأ تقديره: ثابتة لابتداء. **الغاية**:مضاف اليه مجرور بالاضافة. **نحو**:مضاف. **سرت**: فعل ماض مبني على السكون لاتصاله بضمير الرفع المتحرك والتاء ضمير متصل ضمير المتكلم مبني على الضم في محل رفع فاعل. **من البصرة**: جار ومجرور متعلقان بسرت. **إلى الكوفة**: جار ومجرور متعلقان بسرت وجملة من الفعل وفاعله ومتعلقه في قوة مفرد مضاف اليه.

وللتبعيض، نحو: «أخذت من الدراهم» أي: بعض الدراهم،
وللتبعيض، نحو: «أخذت من الدراهم» أي: بعض الدراهم،
وللتبيين، نحو قوله تعالى: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ﴾[1] أي الرجس الذي هو الأوثان[2] ....

وللتبعيض: معطوفة بالواو على "للابتداء" تعرب اعرابها. **نحو**: مضاف. **أخذت**: فعل ماض مبني على السكون لاتصاله بضمير الرفع المتحرك والتاء ضمير متصل مبني على الضم في محل رفع فاعل. **من الدراهم**: جار ومجرور متعلقان بأخذت. **اي**: حرف تفسير. **بعض**: منصوب بالفتحة مفعول به للفعل المحذوف تقديره: اخذت وهو مضاف. **الدارهم**: مجرور بالاضافة وعلامة جره الكسرة وجملة "اخذت بعض الدراهم" مفسِّرة. أو "بعض الدراهم" بدل من "من الدراهم" لأن "من" في ذلك بمعنى بعض وهو اسم مستقل في محل نصب مفعول به أو عطف بيان. **وللبتين**: معطوفة بالواو على "للابتداء" تعرب اعرابها. **نحو قوله تعالى**: قد مضي إعرابه. **فاجتنبوا**: الفاء سببية. اجتنبوا: فعل امر مبني على حذف النون لأن مضارعه من الافعال الخمسة الواو: ضمير متصل في محل رفع فاعل والألف فارقة. وجملة فاجتنبوا في محل نصب مفعول به -مقول القول- **الرجس**: مفعول به منصوب بالفتحة. **من الاوثان**: جار ومجرور متعلق بحال محذوفة من "الاوثان" تقديره: الرجس كائنا من الاوثان. **اي**: حرف تفسير. **الرجس**: منصوب بالفتحة بدل من "الرجس" وهو موصوف. **الذي**: اسم موصول مبني على السكون في محل نصب صفة. **هو**: ضمير منفصل مبني على الفتح في محل رفع مبتدأ. **الاوثان**: خبر مرفوع بالضمة والجملة من المبتدأ و الخبر صلة الموصول لا محل لها من الاعراب.

---

(١) [الحج: ٣٠]

(٢) "من الأوثان" ظرف مستقر حال کی جگہ میں ضابطہ: ٢٠

وللزيادة، نحو قوله تعالى: ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ﴾[1]

﴿وإلى﴾

لانتهاء الغاية في المكان، نحو: «سرت من البصرة إلى الكوفة»، وللمصاحبة، نحو قوله تعالى: ﴿وَ لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ﴾[2] أي: مع أموالكم..............................

وللزيادة: معطوفة بالواو على "للابتداء" تعرب اعرابها. **نحو قوله تعالى**:قد مضى. **يغفر**: فعل مضارع مجزوم لأنه جواب الطلب-الامر-علامة جزمه سكون آخره والفاعل ضمير مستتر فيه جوازا تقديره: هو. **لكم**:جار ومجرور متعلق بيغفر. **من**: حرف زائدة. **ذنوبكم**: ذنوب: مجرور بمن لفظا و منصوب في المحل لأنه مفعول به وهو مضاف. الكاف ضمير المخاطبين مبني على الضم في محل جر بالإضافة، والميم علامة جمع الذكور. وجملة يغفر في محل نصب مفعول به والجملة -مقول القول-

الواو:عاطفة. **إلى**: حرف مبنى على السكون وقع موقع المبتدأ فهو مرفوع بالضمة محلا. **لإنتهاء الغاية**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف للمبتدأ. تقديره: ثابتة. **الغاية**: مجرور بالاضافة. **في المكان**:جار مجرور متعلقان بانتهاء. **نحو سرت من البصرة الي الكوفة**:قد مضى.**وللمصاحبة**: معطوفة بالواو على "الإنتهاء"، **نحو قوله تعالى**:قد مضي.**لاتأكلوا**:فعل مضارع مجزوم بلا الناهية وعلامة جزمه حذف النون والواو فاعل. **أموالهم**:مضاف ومضاف اليه مفعول به. **إلى أموالكم**: متعلقان بتأكلوا. **اي**: حرف تفسير.**مع أموالكم**: متعلق بفعل محذوف التقدير: لا تأكلوا أمولكم مع أموالهم، والجملة مفسرة.

---

(١) [الأحقاف: ٣١]

(٢) [النساء: ٢]

وقد يكون ما بعدها داخلا في ما قبلها إن كان ما بعدها من جنس ما قبلها، نحو قوله تعالى: ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾[1] وقد لا يكون ما بعدها داخلاً في ما قبلها إن لم يكن ما بعدها من جنس ما قبلها، نحو قوله تعالى: ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾[2]

الواو: عاطفة. **قد**: حرف تقليل. **يكون**: فعل مضارع ناقص. **ما**: موصولية اسم يكون **بعدها**: ظرف متعلق بالصلة المحذوفة ومضاف ومضاف اليه. **داخلا**: منصوب وخبر يكون. **في**: حرف جر. **ما**: مجرور محلا واسم موصول. **قبلها**: ظرف متعلق بالصلة المحذوفة ومضاف ومضاف اليه والجار والمجرور متعلقان بداخلا. **إن**: حرف شرط. **كان**: فعل ناقص. **مابعدها**: اسم كان. **من جنس ماقبلها**: جار ومجرور متعلقان بالخبر المحذوف، جنس: مضاف مجرور. ماقبلها: مضاف اليه. كان واسمها وخبرها شرط وجواب الشرط محذوف دل عليه ماقبله. **نحو قوله تعالى**: قد مضى. **فاغسلوا**:الفاء رابطة لجواب الشرط، اغسلوا: فعل أمر مبني على حذف النون والواو فاعل والجملة في محل جزم جواب(مقول القول). **وجوهكم**: مفعوله. **وايديكم**: عطف عليها. **إلى المرافق**: جار ومجرور متعلقان بفعل اغسلوا. **الواو**: عاطفة. **قد**: حرف تقليل. **لا**: حرف نفي. **يكون**: فعل مضارع ناقص. **مابعدها داخلا في ماقبلها**: تعرب اعراب السابق. **إن**: حرف شرط. **لم**: حرف جازم. **يكن**: فعل مضارع ناقص مجزوم. **مابعدها من جنس ماقبلها**: تعرب إعرابها. **نحو قوله تعالى**: قد مضى. **ثم أتموا الصيام**:فعل أمر وفاعل ومفعول به والجملة معطوفة على ما قبلها والجملة(مقول القول). **إلى الليل**: جار ومجرور متعلقان بأتموا.

---

(١) [المائدة:٦]
(٢) [البقرة: ١٨٧]

﴿وحتى﴾

لانتهاء الغاية في الزمان، نحو: «نمت البارحة حتى الصباح» وفي المكان، نحو: «سرت البلد حتى السوق» وللمصاحبة، نحو: «قرأت وِردي حتى الدعاء» أي: مع الدعاء. وما بعدها[1] قد يكون داخلاً في حكم ما قبلها نحو: «أكلت السمكة حتى رأسها»

الواو: عاطفة. **حتى**: مثل السابق . **لإنتهاء الغاية**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف للمبتدأ. تقديره: ثابتة. **الغاية**: مجرور بالاضافة. **في الزمان**: جار ومجرور متعلقان بانتهاء. **نحو**: مضاف. **نمت**: فعل ماض وفاعل. **البارحة**: مفعول فيه. **حتى الصباح**: جار مجرور متعلقان بنمت، وجملة من الفعل وفاعله ومتعلقه في قوة مفرد مضاف اليه. **وفي المكان**: معطوفة بالواو على "فى الزمان". **نحو**: مضاف. **سرت**: فعل ماض وفاعل. **البلد**: مفعول فيه. **حتى السوق**: جار مجرور متعلقان بسرت وجملة من الفعل وفاعله ومتعلقه في قوة مفرد مضاف اليه. **وللمصاحبة**: معطوفة بالواو على "الإنتهاء" **نحو**: مضاف. **قرأت**: فعل ماض وفاعل. **وردي**: مفعول به ومضاف ومضاف اليه: **حتى الدعاء**: جار ومجرور متعلقان بقرأت. وجملة "قرأت" مفسَّرة. **اي**: حرف تفسير. **مع الدعاء**: مضاف ومضاف اليه مفعول فيه بفعل محذوف التقدير: قرأت وردي مع الدعاء، والجملة مفسِّرة والجملتان من مفسَّرة ومفسِّرة مضاف اليه. **الواو**: عاطفة. **ما**: موصولية مبتدأ. **بعدها**: ظرف متعلق بالصلة المحذوفة ومضاف ومضاف اليه. **قد**: حرف تقليل. **يكون**: فعل مضارع ناقص واسم يكون ضمير مستتر فيه. **داخلا**: خبر يكون. **في**: حرف جر. **حكم**: مضاف. **ما**: اسم موصول ومضاف اليه. **قبلها**: ظرف متعلق بالصلة المحذوفة. **نحو**: مضاف. **أكلت السمكة**: فعل وفاعل ومفعول. **حتى**: حرف جر. **رأسها**: مضاف ومضاف اليه.

---

(١) "بعدها" ظرف مستقر صلہ کی جگہ میں ضابطہ: ٢٠

وقد لا يكون داخلاً فيه، نحو المثال المذكور، وهي مختصة بالاسم الظاهر بخلاف «إلى» فلا يقال: «حتاه» ويقال: «إليه».

﴿وعلى﴾

للاستعلاء. نحو: «زيد على السطح» و «عليه دين» وقد تكون بمعنى الباء، نحو: «مررت عليه» بمعنى «مررت به»......

الواو: عاطفة. **قد**: حرف تقليل. **لا**:نافية. **يكون**: فعل مضارع ناقص واسم يكون ضمير مستتر. **داخلا**: خبر يكون. **فيه**: جار ومجرور متعلقان بداخلا. **نحو**: مضاف. **المثال المذكور**: نعت ومنعوت ومضاف اليه. **الواو**: عاطفة. **هي**: مبتدأ. **مختصة**: اسم فاعل أو اسم مفعول خبر هي والضمير المستتر فيه فاعل وذوالحال. **الباء**: حرف جر. **الاسم الظاهر**: مجرور نعت ومنعوت، والجار والمجرور متعلقان بمختصة. **بخلاف إلى**: الباء حرف جر، خلاف: مجرور ومضاف، إلى: مضاف اليه والجار المجرور متعلقان بحال محذوفة تقديره: ملتبسة. **الفاء**: فصيحية. **لا**: حرف نفي. **يقال**: مبني للمفعول. **حتاه**: نائب فاعل. **الواو**: عاطفة. **يقال**: مبني للمفعول. **اليه**: نائب فاعل، والجملتان من معطوف عليه و معطوف جواب الشرط المحذوف التقدير: اذا كان كذالك.

الواو:عاطفة. **على**:مبتدأ. **للاستعلاء**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف. **نحو**: مضاف. **زيد**:مبتدأ. **على السطح**:جار و مجرور متعلقان بخبر محذوف والجملة معطوف عليه. **الواو**: عاطفة. **عليه**: جار ومجرور متعلقان بخبر مقدم محذوف. **دين**: مبتدأ مؤخر والجملتان من معطوف عليه و معطوف في قوة مفرد مضاف اليه. **الواو**: عاطفة. **قد**: حرف تقليل. **تكون**: فعل مضارع ناقص، واسم يكون ضمير مستتر فيه. **بمعنى**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف. **الباء**: مضاف اليه. **نحو**: مضاف. وجملة "مررت عليه" في قوة مفرد مضاف اليه وذوحال. **بمعنى**: جار ومجرور متعلقان بحال محذوفة. معنى: مضاف. وجملة "مررت به" في قوة مفرد مضاف اليه.

وقد تكون بمعنى فى، نحو قوله تعالى: ﴿وَإِنْ كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ﴾[1] أي، فى سفر

﴿وعن﴾

للبعد والمجاوزة، نحو: «رميت السهم عن القوس».

﴿وفي﴾

للظرفية، نحو: «المال في الكيس» و «نظرت في الكتاب» وللاستعلاء[2] ....

الواو: عاطفة. **قد**: حرف تقليل. **تكون**: فعل مضارع ناقص، واسم يكون ضمير مستتر فيه. **بمعنى**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف. **في**: مضاف اليه. **نحو قوله تعالى**: قد مضى. **وإن**: الواو استئنافية إن: شرطية جازمة. **كنتم**: فعل ماض ناقص والتاء اسمها وهو فعل الشرط. **على سفر**: متعلقان بخبر محذوف، والجملة (مقول القول). **اي**: حرف تفسير. **في سفر**: بدل من "على سفر"

الواو: عاطفة. **عن**: مبتدأ. **للبعد**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف. **والمجاوزة**: معطوفة بالواو على البعد. **نحو**: مضاف. **رميت**: فعل ماض وفاعله. **السهم**: مفعول به. **عن القوس**: متعلق برميت.

الواو:عاطفة. **في**: مبتدأ. **للظرفية**: ظرف مستقر خبر. **نحو**: مضاف. **المال في الكيس**: جملة اسمية معطوف عليه. **الواو**: عاطفة. **ونظرت في الكتاب**: جملة فعلية معطوف، والجملتان في قوة مفرد مضاف اليه.

وللاستعلاء: معطوفة بالواو على للظرفية.

---

(١) [البقرة:٢٨٣]

(٢) "فى الكيس" ظرف مستقر "في الكتاب" ظرف لغو ضابطه : ١٢

نحو قوله تعالى: ﴿وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ﴾[1] اى على جذوع النخل

﴿والكاف﴾

للتشبيه، نحو: «زيد كالأسد»، وقد تكون زائدة، نحو قوله تعالى: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾[2]

﴿ومذ ومنذ﴾

لابتداء الغاية في الزمان الماضي..........................

نحو قوله تعالى: قد مضى. **ولأصلبنكم**: الواو عاطفة اللام واقعة في جواب القسم والمضارع مبني على الفتح لاتصاله بنون التوكيد الثقيلة والفاعل مستتر والكاف في محل نصب مفعول به. **في جذوع**: متعلقان بأصلبنكم. **النخل**: مضاف إليه والجملة (مقول القول).

الواو:عاطفة. **الكاف**:مبتدأ. **للتشبيه**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف. **نحو**: مضاف. **زيد**:مبتدأ. **كالأسد**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف، والجملة الاسمية في قوة مفرد مضاف اليه. **الواو**: عاطفة. **قد**:حرف تقليل. **تكون**: فعل مضارع ناقص واسمه ضمير مستتر فيه. **زائدة**: خبر يكون. **نحو قوله تعالى**: قد مضى. **ليس**: فعل ماض ناقص. **كمثله**: الكاف حرف جر زائد ومثله مجرور لفظا منصوب محلا خبر ليس. **شيء**: اسمها.

الواو: عاطفة. **مذ**: مبتدأ. **ومنذ**: معطوفة بالواو على مذ. **لابتداء الغاية**: جار ومجرور متعلقان بخبر محذوف للمبتدأ. تقديره: ثابتان. **الغاية**: مجرور بالاضافة. **في الزمان الماضي**:جار ومجرور متعلقان بالمصدر الابتداء. **الزمان الماضى**: موصوف وصفة.

---

(١) [طه: ٧١]

(٢) [الشورى: ١١]

نحو: «ما رأيته مذ يوم الجمعة أو منذ يوم الجمعة» أي: ابتداء عدم رؤيتي إياه كان يوم الجمعة إلى الآن، وقد تكونان بمعنى جميع المدّة، نحو: «ما رأيته مذ يومين أو منذ يومين» أي: جميع مدّة انقطاع رؤيتي إياه يومان.

﴿ورُب﴾

للتقليل، ولا يكون مجرورها إلاّ نكرةً موصوفة.............

نحو: مضاف. **ما**: حرف نفي. **رأيته**: فعل ماض وفاعل ومفعول به. **مذ**: حرف جر. **يوم**: مجرور مضاف. والجار والمجرور متعلقان بفعل رأيته. **الجمعة**: مجرور بالإضافة. **أو**: حرف عطف. **منذيوم الجمعة**: معطوفة بأو على مذ والجملة في قوة مفرد مضاف اليه. **اي**: حرف تفسير. **ابتداء**: مبتدأ مضاف، وجملة ابتداء مفسِّرة. **عدم**: مضاف اليه. **رئيتي**: مضاف اليه ثان وثالث. **إياه**: مفعول به لرؤية. **كان**: فعل ماض ناقص واسمه ضمير مستتر فيه، وجملة كان مع اسمه وخبره في محل رفع لأنها خبر ابتداء. **يوم الجمعة**: مضاف ومضاف اليه خبر كان. **إلى الآن**: جار ومجرور متعلقان بكان. **الواو**: عاطفة. **قد**: حرف تقليل. **تكونان**: فعل مضارع ناقص والف اسمه. **الباء**: حرف جر. **معنى**: مجرور مضاف والجار والمجرور متعلقان بخبر محذوف. **جميع**: مضاف اليه. **المدة**: مضاف اليه ثان. **نحو**: مضاف. **ما**: حرف نفي. **رأيته**: فعل ماض وفاعل ومفعول به. **مذ**: حرف جر. **يومين**: مجرور مضاف. والجار والمجرور متعلقان بفعل رأيته. **أو**: حرف عطف. **منذيومين**: معطوفة بالواو على مذ، وجملة مارأيته مفسَّرة. **جميع**: مبتدأ مضاف، وجملة جميع مدة...الخ مفسِّرة. **مدة**: مضاف اليه. **انقطاع**: مضاف اليه ثان. **رئيتي**: مضاف اليه ثالث ورابع. **إياه**: مفعول به لرئية. **يومان**: خبر اسم مرفوع بالالف لأنه مثنى.

الواو: عاطفة. **رب**: مبتدأ. **للتقليل**: ظرف مستقر خبر. **الواو**: عاطفة. **لا**: حرف نفي. **يكون**: فعل مضارع ناقص. **مجرورها**: اسم يكون مضاف ومضاف =

ولا يكون متعلقه إلا فعلاً ماضياً، نحو: «رُب رجل كريم لقيته» وقد تدخل على الضمير المبهم، ولا يكون تمييزه إلاّ نكرة موصوفة نحو: «ربه رجلاً جوادا لقيته»

﴿والواو﴾

للقسم، وهي لا تدخل إلاّ على الاسم الظاهر لا على المضمر، نحو: «والله لأشربنَ اللبن»........................

= إليه. **إلا**: أداة حصر. **نكرةموصوفة**: خبر موصوف وصفة. **الواو**: عاطفة. **لا**: حرف نفي. **يكون**: فعل مضارع ناقص. **متعلقه**: اسم يكون مضاف ومضاف اليه. **إلا**: أداة حصر. **فعلاماضيا**: خبر موصوف وصفة. **نحو**: مضاف. **رب**: حرف جر. **رجل كريم**: مجرور وموصوف وصفة. والجار والمجرور متعلقان بـ''لقيقه'' **لقيته**: فعل ماض وفاعل ومفعول. **الواو**: عاطفة. **قد**: حرف تقليل. **تدخل**: فعل مضارع وفاعل. **على**: حرف جر. **الضميرالمبهم**: مجرور موصوف وصفة. **الواو**: عاطفة. **لا**: حرف نفي. **يكون**: فعل مضارع ناقص. **تمييزه**: اسم يكون مضاف ومضاف اليه. **إلا**: أداة حصر. **نكرةموصوفة**: خبر موصوف وصفة. **نحو**: مضاف. **ربه**:حرف جر شبيه بالزائد، يفيد التقليل، و"الهاء" ضمير غيبة يعود إلى رجل المميز له، ولمجرور رب محلان من الإعراب، الجر بـ"رب"، والرفع على الابتداء. **رجلا**: تمييز لـ"ضمير الغيبة المجرور بـ"رب". **جوادا**: صفة. **لقيته**: فعل ماض وفاعل مفعول به والجملة الفعلية في محل رفع لأنها خبر للمبتدأ.

الواو: عاطفة. **الواو**: مبتدأ. **للقسم**: ظرف مستقر خبر. **الواو**: عاطفة. **هي**: مبتدأ. **لا**: حرف نفي. **تدخل**: فعل مضارع وفاعله مستتر. **إلا**: أداة حصر. **على**: حرف جر. **الاسمالظاهر**: مجروران وموصوف وصفة والجار والمجرور متعلقان بتدخل. **لا**: حرف عطف. **علىالمضمر**: معطوفة بـ "لا على الاسم الظاهر". **نحو**: مضاف. **والله**:الواو للقسم حرف جر، الله: لفظ الجلالة مقسم به مجرور =

وقد تكون بمعنى رب، نحو: «وعالم يعمل بعلمه» أي: رُب عالم يعمل بعلمه.

﴿والتاء﴾

للقسم، وهي لا تدخل إلا على اسم الله تعالى، نحو: «تالله لأضربنّ زيداً».

= بالواو والجار والمجرور متعلقان بفعل القسم المحذوف وواو القسم بدل من الباء لأن التقدير: أقسم بالله. **لأشربن**:اللام واقعة في جواب القسم . أشربن: فعل مضارع ونون التوكيد. والفاعل ضمير مستتر. **اللبن**: مفعول به. **الواو**: عاطفة. **قد**: حرف تقليل. **تكون**: فعل مضارع ناقص اسمه ضمير مستتر. **الباء**: حرف جر. **معنى**: مجرور ومضاف والجار والمجرور متعلقان بخبر محذوف. **رب**: مضاف اليه. **نحو**: مضاف. **وعالم**: فالواو هنا نائب عن رب يعنى أنها تعمل عملها. **عالم**: اسم مجرور لفظا مرفوع محلا على أنه مبتدأ. **يعمل**: فعل مضارع وفاعله ضمير مستتر والجملة في محل رفع خبر. **بعلمه**: متعلقان بيعمل. أي: حرف تفسير. وجملة "**رب عالم يعمل بعلمه**" مفسِّرة.

الواو: عاطفة. **التاء**: مبتدأ. **للقسم**: ظرف مستقر. **الواو**: عاطفة. **هي**: مبتدأ. **لا**: حرف نفي. **تدخل**: فعل مضارع وفاعله مستتر. **إلا**: أداة حصر. **على**: حرف جر. **اسم**: مجرور مضاف. **الله**: مضاف اليه وهو ذوالحال. **تعالى**:فعل ماض والفاعل ضمير مستتر فيه وجملة:"تعالى" حال من اسم الله المجرور بالاضافة. **نحو**: مضاف. **تالله**:التاء للقسم حرف جر، الله: لفظ الجلالة مقسم به مجرور بالتاء والجار والمجرور متعلقان بفعل القسم المحذوف و تاء القسم بدل من الباء لأن التقدير: أقسم بالله. **لأضربن**:اللام واقعة في جواب القسم . أضربن: فعل مضارع ونون التوكيد. والفاعل ضمير مستتر. **زيدا**: مفعول به.

اعلم أنه لا بدّ للقسم من الجواب، فإن كان جوابه جملة اسمية، فإن كانت مثبتة وجب أن تكون مصدّرة بـ«إنّ» أو «لام الابتداء» نحو: «والله إنّ زيداً قائم»، و«والله لَزيد قائم»، وإن كانت منفية كانت مصدّرة بـ«ما» و«لا» و«إنْ»، مثل: «والله ما زيد قائماً»، و«والله لا زيد في الدار ولا عمرو»، و«والله إنْ زيد قائم».

اعلم: فعل أمر. **أن**: حرف مشبه بالفعل. **الهاء**: اسم أن. **لا**: النافية للجنس. **بد**: اسمها. **للقسم من الجواب**: ظرفان مستقران متعلقان بخبر محذوف للا النافية للجنس. **فإن**: الفاء تفصيلية، إن: حرف شرط جازم. **كان**: فعل ماض ناقص في محل جزم فعل الشرط. **جوابه**: اسم كان مضاف ومضاف اليه. **جملة اسمية**: خبر كان موصوف وصفة، وجواب الشرط هو الشرط الثاني مع جوابه في العبارة الآتية. **فإن**: الفاء رابطة لجواب الشرط، إن: حرف شرط جازم. **كانت**: فعل ماض ناقص في محل جزم فعل الشرط والتاء للتأنيث، والضمير المستتر فيه اسمه. **مثبتة**: خبر كان. **وجب**: فعل ماض وجملة وجب في محل جزم جواب الشرط. **أن تكون**: مصدر مؤل من أن والفعل في محل رفع فاعل. **مصدرة**: اسم مفعول خبر يكون. **الباء**: حرف جر. إن: مجرور والجار والمجرور متعلقان بمصدرة. **أو**: حرف عطف. **لام الابتداء**: معطوفة بأو على إن. **نحو**: مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف مضاف. و جملة والله إن زيدا قائم في قوة مفرد مضاف اليه. **الواو**: عاطفة. **والله لزيد قائم**: معطوفة بالواو على والله إن زيدا قائم. **الواو**: عاطفة. **إن كانت منفية**: معطوفة على إن كانت مثبتة تعرب إعرابها. **كانت مصدرة بما**... الخ جواب الشرط. **مثل**: مرفوع بالضمة خبر لمبتدأ محذوف مضاف. **والله**: الواو للقسم. الله: لفظ الجلالة مقسم به والجار والمجرور متعلقان بفعل القسم المحذوف اي أقسم بالله. **ما**: نافية تعمل عمل ليس. **زيد**: اسمها. **قائما**: خبرها. وجملة ما =

وإن كان جوابه جملة فعلية فإن كانت مثبتة كانت مصدرة باللام و«قد» أو باللام وحده، مثل: «والله لقد قام زيد»، و«والله لأفعلن كذا»، وإن كانت منفية فإن كانت فعلاً ماضياً كانت مصدّرة بـ«ما»، مثل: «والله ما قام زيد». وإن كانت فعلاً مضارعاً كانت مصدّرة بـ«ما» و «لا» و «لن»، مثل: «والله ما أفعلنّ كذا»، و«والله لا أفعلنّ كذا»، و«والله لن أفعل كذا»

وقد يكون جواب القسم محذوفاً إن كان قبل القسم جملة كالجملة التي وقعت جوابه، مثل: «زيد عالم والله» أي: والله إنّ زيداً عالم، أو كان القسم واقعاً بين الجملة المذكورة، مثل: «زيد والله عالم» أي: والله إن زيداً عالم.

= زيد قائما جواب القسم. **الواو**: عاطفة. **والله**: قد مضى. **لا**: نافية للجنس ولكن اذا دخلت لا على معرفة أو على خبر مقدم وجب إهمالها وتكرارها. **زيد**: رفع الاسم بعد "لا" على أنه مبتدأ اي زيد مرفوع مبتدأ. **في الدار**: ظرف مستقر خبرها. **ولا عمرو**: عطف عليها والجملة معطوفة على ماقبلها. **الواو**: عاطفة. **والله**: قد مضى. **إن**: نافية. **زيد**: مبتدأ. **قائم**: خبر والجملة معطوفة على ماقبلها.

الواو: عاطفة. **إن كان جوابه**...الخ: معطوفة بالواو على إن كان جوابه جملة اسمية تعرب اعرابها. **فان كانت مثبتة**... الخ: تعرب إعرابها. **وحده**: حال من اللام متاؤل بمنفرد. **مثل**: قد مضى. **والله**: تعراب إعراب السابق. **لقد**: اللام لام القسم. **قد**: حرف تحقيق. **قام**: فعل ماض. **زيد**: فاعله، وجملة قام زيد جواب القسم. **الواو**: عاطفة. **والله لأفعلن كذا**: تعرب إعرابها ومعطوفة على قبلها. **وإن كانت منفية فان كانت فعلا ماضيا**...الخ: تعرب إعراب السابق. **مثل والله ما قام زيد**: قد مضى. **وإن كانت فعلا مضارعا كانت مصدرة**...الخ: تعرب إعراب السابق.. **مثل والله ما أفعلن كذا و والله لا أفعلن كذا و والله لن أفعلن كذا**: تعرب إعراب السابق. (باقی اگلے صفحہ پر)

﴿وحاشا وخلا وعدا﴾

كل واحد منها للاستثناء، مثل: «جاءني القوم حاشا زيد وخلا زيد وعدا زيد.

الواو: عاطفة. **قد**: حرف تحقيق. **يكون**: فعل مضارع ناقص. **جواب القسم**: اسم يكون مضاف ومضاف اليه. **محذوفا**: خبر يكون. **إن**: حرف شرط جازم. **كان**: فعل ماض ناقص في محل جزم فعل الشرط وجواب الشرط محذوف دل عليه ماقبله. **قبل القسم**: ظرف مستقر خبر مقدم. **جملة**: اسم مؤخر وهو موصوف. **كالجملة**: الكاف حرف جر. الجملة: مجرور وهو موصوف والجار والمجرور متعلقان بصفة محذوفة التقدير: موجودة. **التي**: اسم موصول وصفة. **وقعت**: فعل ماض والتاء للتأنيث وجملة وقعت صلة والفاعل ضمير مستتر فيه. **جوابه**: مفعول به ومضاف اليه. **مثل**: مضاف. **زيد**: مبتدأ. **عالم**: خبر، جملة زيد عالم نائب عن جواب القسم المحذوف. **والله**: تعرب إعراب السابق، وجواب القسم محذوف لأن ماقبله يدل عليه. **أي**: حرف تفسير. **والله**: تعرب إعراب السابق. **إن**: حرف مشبه بالفعل. **زيدا**: اسمه. **عالم**: خبره، وجملة من القسم وجواب القسم مفسِّرة. **أو**: حرف عطف. **كان**: فعل ماض ناقص. **القسم**: اسمه. **واقعا**: خبره. **بين**: ظرف مكان ومتعلق بواقع، وهو مضاف. **الجملة**: مضاف اليه وهو موصوف. **المذكورة**: صفة. **مثل**: مضاف. **زيد والله عالم أي والله إن زيدا عالم**: تعرب إعراب السابق.

الواو:عاطفة. **حاشا**: مبتدأ. **الواو**: عاطفة. **خلا وعدا**: معطوفتان بالواو على حاشا. **كل واحد منها للاستثناء**: مبتدأ وخبره والجملة خبر حاشا. منها: متعلقان بمحذوف صفة لكل واحد. **للاستثناء**: خبر كل. **مثل**: مضاف. **جاءني**: فعل ماض والنون للوقاية والياء مفعوله المقدم. **القوم**: فاعله. **حاشا**: حرف جر. **زيد**: مجرورها والجار والمجرور متعلقان بفعل جاء. **وخلا زيد وعدا زيد**: معطوفتان على حاشا زيد. وجملة جاءني في قوة مفرد مضاف اليه.

وقال بعضهم: إنّ الاسم الواقع بعدها يكون منصوباً على المفعولية فحينئذ تكون هذه الألفاظ أفعالاً، والفاعل فيها ضمير مستتر دائماً، فالمثال المذكور في معنى «جاءني القوم حاشا زيدا وخلا زيدا وعدا زيدا».

الواو: عاطفة. **قال**: فعل ماض. **بعضهم**: فاعله. مضاف ومضاف اليه. **إن**: حرف مشبه بالفعل. **الاسم**: اسمه وهو موصوف. **الواقع**: صفة. **بعدها**: ظرف مكان متعلق بالواقع. جملة إن الاسم الواقع...الخ مقول القول. **يكون**: فعل مضارع ناقص واسمه ضمير مستتر فيه، جملة يكون منصوبا...الخ في محل رفع خبر إن. **منصوبا**: خبر يكون. **على المفعولية**: متعلقان بمنصوب. **فحينئذ**: الفاء تفريعية. حين: ظرف زمان منصوب علامة نصبه الفتحة متعلق بتكون الآتية وهو مضاف. وإذ: اسم مبني على السكون الظاهر على آخره وحرك بالكسر تخلصا من التقاء الساكنين: سكونه وسكون التنوين وهو في محل جر بالاضافة وهو مضاف أيضا والجملة المحذوفة المعوض عنها بالتنوين في محل جر بالاضافة. التقدير: حين إذ نصب الاسم الواقع بعدها على المفعولية. **تكون**: فعل مضارع ناقص والجملة مستأنفة. **هذه**: اسم إشارة مبني علي الكسر في محل رفع اسم يكون. **الألفاظ**: بدل مرفوع. **أفعالا**: خبر يكون. **الواو**: عاطفة. **الفاعل**: مبتدأ. **فيها**: متعلق بمستتر مؤخر. **ضمير**: خبر موصوف. **مستتر**: صفة. **دائما**: مفعول فيه. **الفاء: تفريعية**. **المثال**: مبتدأ موصوف. **المذكور**: صفة. **في معنى**: خبر. **جاءني القوم**...الخ: في قوة مفرد مضاف اليه. **حاشا زيدا**: حاشا: فعل ماض دال على الاستثناء وفاعله ضمير مستتر فيه وجوبا تقديره هو يعود على البعض المفهوم من الكل السابق. زيدا: مفعول به لحاشا، والجملة في محل نصب حال. **وخلا زيدا وعدا زيدا**:معطوفتان بالواو على حاشا.

وإذا وقعت «خلا» و«عدا» بعد «ما»، مثل: «ما خلا زيدا وما عدا زيدا» أو في صدر الكلام، مثل: «خلا البيت زيدا» و«عدا القوم زيدا» تعيّنتا للفعلية.

الواو: استئنافية. **إذا**: ظرف لما يستقبل من الزمان خافض لشرطه منصوب بجوابه وهو أداة شرط غير جازمة . **وقعت**: فعل ماض والتاء للتأنيث، جملة وقعت في محل جر مضاف اليه لوقوعها بعد إذا. **خلا**: فاعله. **وعدا**: معطوفة بالواو على خلا. **بعدما**: ظرف مكان مفعول فيه ومضاف ومضاف اليه. **مثل**: مضاف. **ماخلا**: ما: مصدرية. **خلا**: فعل ماض وفاعله ضمير مستتر فيه وجوبا تقديره هو يعود على البعض المفهوم من الكل السابق. **زيدا**: مفعول به لحاشا والمصدر المؤول من الفعل وفاعله ومفعوله في محل نصب حال من القوم المحذوف التقدير: جاءني القوم ما حاشا زيدا، ومفهوم العبارة جاءني القوم خاليا مجيئهم عن الزيد. **وماعدا زيدا**: معطوفة بالواو على ماخلا. **أوفي صدر الكلام**: معطوفة بأو على بعد ما. **مثل**: مضاف. **خلا**: فعل ماض. **البيت**: فاعله. **زيدا**: مفعوله. **وعدا القوم زيدا**: معطوفة بالواو على خلا البيت. **تعينتا**: فعل ماض وفاعله والجملة في محل جزم جواب الشرط. **للفعلية**: متعلقان بتعين.

❊ ❊ ❊

النوع الثاني

الحروف المشبهة بالفعل، وهي تدخل على المبتدأ والخبر، تنصب المبتدأ وترفع الخبر، وهي ستة حروف: «**إن**» و«**أن**»، وهما لتحقيق مضمون الجملة الاسمية، مثل: «إنّ زيدا قائم» أي: حقّقتُ قيام زيد، و«بلغني أن زيداً منطلق» أي: بلغني ثبوت انطلاق زيد، و«**كأنّ**» وهي للتشبيه، نحو: «كأنّ زيداً أسد»، و«**لكنّ**» وهي للاستدارك، أي: لدفع التوهُم الناشي من الكلام السابق ، ولهذا لا تقع إلا بين الجملتين اللتين تكونان متغايرتين بالمفهوم، مثل: «غاب زيد لكنّ بكراً حاضر». و«ماجاءني زيد لكنّ عمراً جاءني»، و«**ليت**»، وهي للتمني، مثل: «ليت زيداً قائم» أي: أتمني قيامه، و«**لعل**» وهي للترجّي، مثل: «لعل السلطان يكرمني»، والفرق بين التمني والترجي أن الأوّل يستعمل فى الممكنات كمامرّ، والممتنعات مثل: «ليت الشباب يعود»، والترجّي مخصوص بالممكنات، فلا يقال: ولعلّ الشباب يعود»، وتدخل «ما» الكافّةُ على جميعها، فتكفّها عن العمل، كقوله تعالى: ﴿**أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞ**﴾[الكهف : ١١٠] و«إنما زيد منطلق»

النوع الثالث

«**ما**» و«**لا**»، المشبهتان بـ«ليس» في النفي والدخول على المبتدأ والخبر، ترفعان الاسم وتنصبان الخبر، وتدخل «**ما**» على

المعرفة والنكرة، مثل: «ما زيد قائماً»، ولا تدخل «**لا**» إلا على النكرة نحو: «لا رجل ظريفاً».

النوع الرابع

حروف تنصب الاسم فقط، وهي سبعة أحرف: «**الواو**» وهي بمعنى «مع»، نحو: «استوى الماء والخشبة»، و«**إلا**» وهي للاستثناء، نحو: «جاءني القوم إلا زيداً»، و«**يا**» وهي لنداء القريب والبعيد، و «**أيا**» و «**هيا**» و هما لنداء البعيد، و«**أيْ**»، و«**الهمزة المفتوحة**»، وهما لنداء القريب، وهذه الحروف الخمسة تنصب الاسم إذا كان مضافاً إلى اسم آخر، نحو: «يا عبدَ الله». و«أيا غلامَ زيد» و«هيا شريفَ القوم»، و«أي أفضلَ القوم». و«أعبدَ الله»، وترفع الاسم إن لم يكن ذلك الاسم مضافا، مثل: «يا زيدُ»، و«هيا رجلُ».

النوع الخامس

حروف تنصب الفعل المضارع، وهي أربعة أحرف: «**أن**» و«**لن**» و «**كي**» و«**إذن**»، فـ«**أن**» للاستقبال وإن دخلت على الماضي، نحو: «أسلمت أن أدخل الجنة وأن دخلتُ الجنّة»، وتسمّى هذه مصدرية، و«**لن**» لتأكيد نفي المستقبل، مثل: ﴿لَن تَرَىٰنِي﴾ [الأعراف:١٤٣] وأصلها «لاإن» عند الخليل، فحذفت الهمزة تخفيفاً، فصارت «لان»، ثم حذفت الألف لالتقاء الساكنين، فبقيت «لَنْ»، و«**كي**» للسببية، أي: يكون ما قبلها

سبباً لما بعدها، مثل: «أسلمت كي أدخل الجنّة» فإنّ الإسلام سبب لدخول الجنّة و«**إذن**» للجواب والجزاء، وهو لا يتحقق إلا في الزمان المستقبل، فهي لا تدخل إلا على الفعل المستقبل، مثل: «إذن تدخل الجنّة» في جواب من قال: «أسلمتُ».

النوع السادس

حروف تجزم الفعل المضارع، وهي خمسة أحرف: «**لم**» و«**لما**» و«**لام الأمر**» و«**لا النهي**» و«**إن**»، للشرط والجزاء، فـ«**لم**» تجعل المضارع ماضياً منفياً، مثل: «لم يضرب» بمعنى «ما ضرب»، و«**لما**» مثل «لم»، لكنها مختصة بالاستغراق، مثل: و«لما يضرب زيد» أي: ما ضرب زيد في شيء من الأزمنة الماضية، و«**لامُ الأمر**»، وهي لطلب الفعل إما من الفاعل الغائب، مثل: «ليضربْ»، أو من الفاعل المتكلم، مثل: «لأضربْ»، و«لنضربْ»، أو من المفعول الغائب، مثل: «ليُضربْ»، أو من المفعول المخاطب، مثل: «لتُضربْ»، أو من المفعول المتكلم، مثل: «لأُضربْ»، و«لِنُضربْ»، و«**لا النهي**»، وهي ضدّ لام الأمر، أي: لطلب ترك الفعل إمّا من الفاعل الغائب، أو المخاطب، أو المتكلم، مثل: «لا يضربْ»، و«لا تضربْ»، و«لا أضربْ»، و«لا نضربْ»، و«**إن**»، وهي تدخل على الجملتين، والجملة الأولى تكون فعلية، والثانية قد تكون فعلية، وقد تكون اسميّة، وتسمّى الأولى شرطاً والثانية جزاءً، فإن

كـان الشـرط والجـزاء، أو الشـرط وحـده فعـلاً مضـارعاً فتجزمـه «إنْ» على سبيل الوجوب، مثل: «إن تضربْ أضربْ». و«إن تضربْ ضربتُ». و«إن تضربْ فزيد ضارب»، وإن كان الجزاء وحده فعلاً مضارعاً فتجزمه على سبيل الجواز، نحو:«إن ضربتُ أضربْ».

النوع السابع

أسماء تجزم الفعل المضارع حال كونها مشتملة على معنى «إن»، وتدخل على الفعلين، ويكون الفعل الأوّل سبباً للفعل الثاني، ويسمى الأول شرطاً، والثاني جزاء، فإن كان الفعلان مضارعين، أو كان الأول مضارعاً دون الثاني، فالجزم واجب في المضارع، وهي تسعة أسماء: «**مَن**» و«**مَا**» و«**أيٌّ**»، و «**متى**» و«**أينما**» و «**أنَّى**» و«**مهما**» و «**حيثما**» و«**إذما**»، فـ«**من**»، وهو لا يستعمل إلاً في ذوي العقول، نحو: «من يكرمني أكرمه» أي: إن يكرمني زيد أكرمه، وإن يكرمني عمرو أكرمه، و«**ما**» وهو لا يستعمل إلا في غير ذوي العقول غالباً، نحو: «ما تشترِ أشترِ» أي: إن تشتر الفرس أشتر الفرس، وإن تشتر الثوب أشتر الثوب، و«**أيٌّ**»، وهو لا يستعمل إلا في ذوي العقول، وتلزمه الإضافة، مثل: «أيهم يضربني أضربه» أي: إن يضربني زيد أضربه، وإن يضربني عمرو أضربه، و«**متى**» وهو للزمان، مثل: «متى تذهب أذهب» أي: إن تذهب اليوم أذهب اليوم، وإن

تذهب غداً أذهب غداً، و«**أينما**» وهو للمكان، مثل: «أينما تمش أمش» أي: إن تمش إلى المسجد أمش إلى المسجد، وإن تمش إلى السوق أمش إلى السوق، و«**أنّى**» وهو ايضاً للمكان، مثل: «أنى تكن أكن» أي: إن تكن في البلدة أكن في البلدة، وإن تكن في البادية أكن في البادية، و«**مهما**» وهو للزمان، مثل: «مهما تذهب أذهب» أي إن تذهب اليوم أذهب اليوم، وإن تذهب غداً أذهب غداً، و «**حيثما**» وهو للمكان، مثل:«حيثما تقعدْ أقعدْ»، أي: إن تقعد في القرية أقعد في القرية، وإن تقعد في البلدة أقعد في البلدة، و«**إذما**»، وهو يستعمل في غير ذوي العقول، مثل: «إذما تفعل أفعل» أي: إن تفعل الخياطة أفعل الخياطة، وإن تفعل الزراعة أفعل الزراعة، وإن كان الفعل الثاني مضارعاً دون الأول، فالوجهان في المضارع: الجزم والرفع، مثال: «إذماكتبت أكتب»

النوع الثامن

أسماء تنصب الأسماء النكرات على التمييز، وهي أربعة أسماء: **الأول**: لفظ «عشر» أو«عشرون» أو«ثلاثون» أو «أربعون» أو«خمسون» أو«ستون» أو«سبعون» أو«ثمانون» أو«تسعون». إذا ركّب مع «أحد» أو«اثنين» أو «ثلاث» أو «أربع» أو«خمس» أو «ست» أو«سبع» أو«ثمان» أو«تسع»، فإن كان المميز مذكراً فطريق التركيب فى لفظ «أحد» أو

«اثنـان» مـع «عشـر» أن تقـول: «أحـد عشـر رجـلاً». و«اثنـا عشر رجـلاً»، بتذكير الجزأين، وإن كـان مؤنثاً فتقـول: «إحـدى عشـرة امـرأة»، و«اثنتـا عشـرة امـرأة»، بتأنيـث الجـزأين، وطريـق تركيـب غيرهمـا إلى «تسـع» مـع «عشـر» أن تقـول في المـذكر: «ثلاثـة عشـر رجـلاً». و«أربعـة عشـر رجـلاً»، إلى «تسـعة عشـر رجـلاً»، بتأنيـث الجـزء الأول وتـذكير الجـزء الثـاني، وفي المؤنـث: «ثـلاث عشـرة امـرأة». و«أربـع عشـرة امـرأة» إلى «تسـع عشـرة امـرأة»، بتـذكير الجـزء الأول وتأنيـث الجـزء الثـاني، وأمّـا طريـق التركيـب في «الواحـد» و«الاثنـين» إلى «تسـع» مـع «عشـرين» و«أخواتـه» إلى «تسعين» علـى سـبيل العطـف، فإن كـان المميز مـذكراً فتقـول في تركيـب الواحـد والاثنـين لا في غيرهمـا: «أحـد وعشرون رجلاً». و«اثنان وعشرون رجلاً»، بتذكير الجزء الأوّل، وإن كان المميّز مؤنثاً فتقول: «إحدى وعشرون امرأة». و«اثنتان وعشرون امرأة»، بتأنيث الجزء الأول، وفي تركيب غير «الواحد» و«الاثنـين» إلى تسـع، مـع «عشـرين» تقـول في المميّـز المـذكر: «ثلاثة وعشرون رجلاً»، و«أربعة وعشرون رجلاً»، بتأنيث الجزء الأول، وفي المميـز المؤنـث: «ثـلاث وعشـرون امـرأة»، و«أربـع وعشـرون امـرأة»، بتـذكير الجـزء الأول، وعلـى هـذا القيـاس إلى «تسع وتسعين»، **والثاني**: «كم»، معناه عدد مبهم، وهو على نـوعين: أحـدهما: استفهامية، إن كـان متضـمّناً لمعنى الاستفهام،

وهو ينصب التمييز، مثل: «كم رجلاً ضربته»، والثاني: خبرية، إن لم يكن متضمناً لمعنى الاستفهام، وهو ينصب المميّز إن كان بينهما فاصلة، مثل: «كم عندي رجلاً»، وإن لم تكن بينهما فاصلة فمميزه مجرور بالإضافة إليه، مثل: «كم رجل ضربت» و «كم غلمان اشتريت»، **والثالث**: «كأيِّنْ» وهو مركب من كاف التشبيه و«أي» لكنّ المراد منه عدد مبهم لا المعنى التركيبي، مثل: «كأيِّنْ رجلاً لقيت» وقد يكون متضمّناً لمعنى الاستفهام و نحو: «كأيِّن رجلاً عندك». **والرابع**: «كذا»، وهو مركب من كاف التشبيه و«ذا» اسم الإشارة، ولكن المراد منه عدد مبهم.ولايكون متضمّناً لمعنى الاستفهام مثل:و«عندي كذا رجلاً».

النوع التاسع

أسماء تسمى أسماء الأفعال، وإنما سميت بأسماء الأفعال لأن معانيها أفعال،وهي تسعة: ستة منها موضوعة للأمر الحاضر، وتنصب الاسم على المفعولية، أحدها: «**رُوَيْدَ**» فإنه موضوع لـ«أمهل»، وهو يقع في أول الكلام. مثل:«رويد زيدا» أي: أمهل زيداً، وثانيها: «**بَلْهَ**» فإنه موضوع لـ«دع»، مثل: «بله زيداً، أي: دع زيداً. وثالثها: «**دونك**» فإنه موضوع لـ«خذ»، مثل: «دونك زيداً»، أي: خذ زيدا. و رابعها: «**عليك**» فإنه موضوع لـ«الزم» مثل: «عليك زيدا» أي: الزم زيداً. وخامسها:

«**حيَّهلَ**» فإنه موضوع لـ«ايتِ»، مثل: «حيهل الصلاة» أي: ايت الصلاة، وسادسها: «**ها**»، فإنه موضوع لـ«خذ»، مثل: «ها زيداً»، أي:خذ زيداً. وقد جاء فيه ثلاث لغات: «هأ» بسكون الهمزة و«هاءِ» بزيادة الهمزة المكسورة، و«هاءَ» بزيادة الهمزة المفتوحة.ولابدّ لهذه الأسماء من فاعل، وفاعلها ضمير المخاطب المستتر فيها، وثلاثة منها موضوعة للفعل الماضي، وترفع الاسم بالفاعليّة، أحدها: «**هَيْهاتَ**» فإنه موضوع لـ«بعُد»، مثل: «هيهات زيد» أي: بعُد زيد، وثانيها: «**سرعان**» فإنه موضوع لـ«سرع» مثل: «سرعان زيد»، أي: سرع زيد، وثالثها: «**شتَّان**» فإنه موضوع لـ«افترق»، مثل: «شتان زيد وعمرو» أي: افترق زيد وعمرو.

النوع العاشر

الأفعال الناقصة وإنما سميت ناقصة، لأنها لا تكون بمجرّد الفاعل كلاماً تامًا، فلا تخلو عن نقصان، وهي تدخل على الجملة الاسمية أي: المبتدأ والخبر، فترفع الجزء الأول منها ويسمى اسمَها وتنصب الجزء الثاني منها و ويسمى خبرَها. وهي ثلاثة عشر فعلاً: الأول: «**كان**» وهي قد تكون زائدة، مثل: «إنّ من أفضلهم كان زيداً»، وحينئذ لا تعمل. وقد تكون غير زائدة، وهي تجيء على معنيين: ناقصة وتامة، فالناقصة تجيء على معنيين: أحدهما: أن يثبت خبرها لاسمها في الزمان الماضي، سواء

كـان ممكـنَ الانقطـاع، مثـل: «كـان زيـد قائمـاً»، أو ممتنـعَ

يكون بمعنى «صار»، مثل: «كان الفقير غنيًا» أي: صار الفقير غنيًا. والتامة تتم بفاعلها، فلا تحتاج إلى الخبر، فلا تكون ناقصة. وحينئذ تكون بمعنى «ثبت»، مثل: «كان زيد» أي: ثبت زيد، والثاني: «**صار**» وهي للانتقال، أي: لانتقال الاسم من حقيقة إلى حقيقـة أخـرى، نحو:«صـار الطـين خزفـاً». أو مـن صـفة إلى صـفة أخـرى، مثـل: «صـار زيـد غنيًـا». وقـد تكـون تامـة بمعنـى الانتقال من مكان إلى مكان آخر وحينئذ تتعدّى بـ«إلى»، نحو: «صـار زيـد مـن بلـد إلى بلـد»، والثالـث: و«**أصـبح**» والرابـع: وَ«**أَضحَى**» والخامس: «**أمسي**» فهذه الثلاثة لاقتران مضمون الجملة بأوقاتها التي هي الصباح والضحى والمساء، نحو: «أصبح زيد غنيًا»، معناه: حصل غناه في وقت الصباح، ونحو: «أضحى زيد حاكماً»، معناه: حصل الحكومة في وقت الضحى، ونحو: «أمسى زيـد قـارياً، معنـاه حصـل قرأتـه في وقـت المسـاء، وهـذه الثلاثـة قـد تكـون بمعـنى «صـار»، مثـل: «أصبح الفقـير غنيًـا»، «وأمسـي زيـد كاتبـاً». وأضـحى المظلـم منـيراً، وقـد تكـون تامـة، مثـل: «أصـبح زيـد» بمعـنى دخـل زيـد في الصـباح. و«أمسـى عمـرو» أي: دخـل عمـرو في المسـاء، و«أضـحى بكـر»، أي: دخـل بكـر في الضـحى، والسـادس: «**ظـل**» والسـابع: «**بات**»

وهما لاقتران مضمون الجملة بالنهار والليل. نحو: «ظل زيد كاتباً، أي: حصل كتابته في النهار. و«بات زيد نائماً»، أي: حصل نومه في الليل. وقد تكونان بمعنى «صار»، مثل: «ظل الصبي بالغاً».و«بات الشاب شيخاً»، والثامن: «**مادام**» وهي لتوقيت شيء بمدّة ثبوت خبرها لاسمها، فلا بدّ من أن يكون قبلها جملة فعلية أو اسمية، نحو: «اجلس مادام زيد جالساً». و«زيد قائم مادام عمر قائماً». والتاسع: «**ما زال**»، والعاشر: «**ما برح**»، والحادي عشر: «**مَا انفك**»، والثاني عشر: «**ما فتئ**» وقد يقال: «مَا فَتَأ». و «ما أفتأ». وكل واحد من هذه الأفعال الأربعة لدوام ثبوت خبرها لاسمها مذ قَبِلَه، ويلزمها النفيُ. مثل: «ما زال زيد عالماً». و«ما برح زيد صائماً». و «ما فتئ عمرو فاضلاً»، و«ما انفك بكر عاقلاً»، والثالث عشر: و«**ليس**»، وهي لنفي مضمون الجملة في زمان الحال وقال بعضهم: «في كل زمان». مثل: «ليس زيد قائماً»

واعلم أن تقديم أخبار هذه الأفعال على أسمائها جائز بإبقاء عملها، مثل: «كان قائماً زيد» و وعلى هذا القياس فى البواقي. وأيضاً تقديم أخبارها على نفسها جائز سوى «ليس» والأفعال التي كان في أوائلها «ما»، مثل: «قائماً كان زيد» ، وقال بعضهم: «تقديم الأخبار على هذه الأفعال أيضاً جائز سوى ما دام» أمّا تقديم أسمائها عليها فغير جائز.

واعلـم أنّ حكـم مشـتقات هـذه الأفعـال كحكـم هـذه الأفعال في العمل.

النوع الحادي عشر

أفعـال المقاربـة وإنمـا سميـت بهـذا الاسـم، لأنهـا تـدل علـى المقاربـة، وهـي أربعـة: الأول: «**عسـى**» وهـو فعـل لـدخول تاء التأنيـث السـاكنة فيـه، نحـو: «عسـتْ» وغـير متصـرف، إذ لا يشتق منه مضارعٌ واسمَا فاعل ومفعول وأمرٌ ونهيٌ مثلاً. وعمله على نوعين:

الأول: أن يرفع الاسم وهـو فاعله. وينصب الخبر، ويكـون خـبره فعـلاً مضـارعاً مـع «أن»، وحينئـذ يكـون بمعنـى «قـارب»، نحـو: «عسـى زيـد أن يخرج»، فـ«زيد» مرفـوع بأنـه اسمـه وفاعلـه، و«أن يخـرج» في موضـع النصـب بأنـه خـبره بمعنـى «قـارب زيـد الخروج». ويجب أن يكون خبره مطابقاً لاسمه في الإفراد والتثنية والجمع والتذكير والتأنيث. نحو:«عسى زيد أن يقوم»، و«عسى الزيـدان أن يقومـا»، و«عسـى الزيـدون أن يقومـوا»، و«عسـت هنـد أن تقـوم». و«عسـت الهنـدان أن تقومـا»، و«عسـت الهنـدات أن يقمـن» وهـذا أي: كـون الخـبر مطابقـاً للفاعـل. إذا كـان الفاعـل اسمـاً ظـاهراً، أمّـا إذا كـان مضـمراً فليسـت المطابقـة بينهما شرطاً.

النـوع الثـاني مـن النـوعين المـذكورين: أن يرفـع الاسـم وحـده،

وذلك إذا كان اسمه فعلاً مضارعاً مع «أن» فيكون الفعل المضارع مع أن في محل الرفع بأنه اسمه، ويكون «عسى» حينئذ بمعنى «قرب»، مثل: «عسى أن يخرج زيد» أي: قرب خروجه، فلا يحتاج في هذا الوجه إلى الخبر، بخلاف الوجه الأول، لأنه لا يتم المقصود فيه بدون الخبر، فيكون الأول ناقصاً. والثاني تاما، والثاني: «**كاد**» وهو يرفع الاسم وينصب الخبر، وخبره فعل مضارع بغير «أن»، وقد يكون مع «أن» تشبها له بـ«عسى»، مثل: «كاد زيد يجيء» فـ«زيد» مرفوع بأنه اسم «كاد». و«يجيء» في محل النصب بأنه خبره، معناه: «قرب مجيء زيد». وحكم باقي المشتقات من مصدره كحكم «كاد» و مثل: و«لمْ يكد زيد يجيء»، و«لا يكاد زيد يجيء»، وإن دخل على «كاد» حرف النفي ففيه خلاف، قال بعضهم: «إنّ حرف النفي فيه مطلقاً يفيد معنى النفي». وقال بعضهم: «إنه لا يفيده بل الإثبات باق على حاله»، وقال بعضهم: «إنّه لا يفيد النفي في الماضي وفي المستقل يفيده» ، والثالث: «**كرب**»، وهو يرفع الاسم وينصب الخبر، وخبره يجيء فعلاً مضارعاً دائماً بغير «أن» نحو: «كرب زيد يخرج» والرابع:«**أوشك**» وهو يرفع الاسم وينصب الخبر، وخبره فعل مضارع مع «أن» أو بغير «أن»، مثل: «أوشك زيد أن يجيء أو يجيء» وقال بعضهم:إنّ أفعال المقاربة سبعة: هذه الأربعة المذكورة و«**جعل**» و«**طفق**»

و«**أخــذ**». وهــذه الثلاثــة مرادفــة لــ«كرب» وموافقــة لــه في الاستعمال.

النوع الثاني عشر

أفعال المدح والذم، وهي أربعة: الأول: «**نِعْمَ**» أصله «نَعِمَ» بفتح الفاء وكسر العين، فكسرت الفاء، اتباعاً للعين. ثم أسكنت العين للتخفيف، فصار «نِعْمَ»، وهو فعل مدح، وفاعله قد يكون اسم جنس معرفاً باللام ، مثل:«نعم الرجل زيد»، فـ«الرجل» مرفوع بأنه فاعل «نعم». و«زيد» مخصوص بالمدح، مرفوع بأنه مبتدأ، و«نعم الرجل» خبره مقدم عليه، أو مرفوع بأنه خبر مبتدأ محذوف وهو الضمير تقديره: «نعم الرجل هو زيد»، فيكون على التقدير الأول جملة واحدة، وعلى التقدير الثاني جملتين. وقد يكون فاعله اسماً مضافاً إلى المعرّف باللام. نحو: «نعم صاحب الرجل زيد».وقد يكون ضميراً مستتراً مميزاً بنكرة منصوبة، مثل: «نعم رجلاً زيد»، والضمير المستتر عائد إلى معهود ذهني، وقد يحذف المخصوص إذا دل عليه القرينة، مثل: «نعم العبد»، أي: نعم العبد أيوب، والقرينة سياق الآية. وشرط المخصوص أن يكون مطابقاً للفاعل في الإفراد والتثنية والجمع والتذكير والتأنيث، مثل: «نعم الرجل زيد». و«نعم الرجلان الزيدان». و«نعم الرجال الزيدون». و«نعمت المرأة هند». و«نعمت المرأتان الهندان». و«نعمت النساء الهندات».

والثاني: «**بئس**»، وهو فعل ذمّ. أصله «بَئِسَ» من باب «عَلِمَ»، فكسرت الفاء لتبعيّة العين، ثم أسكنت العين تخفيفاً، فصارت و«بئس»، و فاعله أيضاً أحد الأمور الثلاثة المذكورة في «نعم»، وحكم المخصوص بالذمّ كحكم المخصوص بالمدح في جميع الأحكام المذكورة، مثل: «بئس الرجل زيد». و«بئس صاحب الرجل زيد»، و«بئس رجلاً زيد» و«بئس الرجلان الزيدان»، و«بئس الرجال الزيدون»، و«بئست المرأة هند»، و«بئست المرأتان الهندان»، و«بئست النساء الهندات». والثالث: «**ساء**»، وهو مرادف لـ«بئس»، وموافق له في جميع وجوه الاستعمال، والرابع: «**حبذا**»، بفتح الفاء أو ضمها. أصله حبُب بضمّ العين، فأسكنت الباء الأولى وأدغمت في الثانية على اللغة الأولى، أو نقلت ضمّتها إلى الحاء وأدغمت الباء في الباء على اللغة الثانية، و«حبَّ»، لا ينفصل عن «ذا» في الاستعمال، ولهذا يقال في تقرير الأفعال:«حبذا».و هو مرادف لـ«نعم»، و فاعله«ذا». والمخصوص بالمدح مذكور بعده، وإعرابه كإعراب مخصوص «نعم» في الوجهين المذكورين. لكنه لا يطابق فاعله في الوجوه المذكورة، مثل: «حبذا زيد». و«حبذا الزيدان». و«حبّذا الزيدون»، و«حبذا هند»، و«حبذا الهندان»، و«حبذا الهندات». ويجوز أن يكون قبله أو بعده اسم موافق له منصوباً على التمييز أو على الحال، مثل:«حبذا رجلاً

زيد». و«حبذا راكباً زيد». و«حبذا زيد رجلاً». و«حبذا زيد راكباً».

واعلم أنه لا يجوز التصرف في هذه الأفعال غير إلحاق التاء

النوع الثالث عشر

أفعال القلوب وإنما سميت بها، لأن صدورها من القلب ولادخل فيه للجوارح. وتسمى أفعال الشك واليقين أيضاً لأن بعضها للشك وبعضها لليقين، وهي تدخل على المبتدأ والخبر. وتنصبهما معاً بأن يكونا مفعولين لها. وهي سبعة: ثلاثة منها للشك، وثلاثة منها لليقين، وواحد منها مشترك بينهما، أمّا الثلاثة الأُولَ فـ«**حَسِبْتُ**» و«**ظننتُ**»، و«**خِلتُ**». مثل:«حسبت زيداً فاضلاً»، و«ظننت بكراً نائماً». و«خلت خالداً قائما»، و«ظننت» إذا كان من الظنّة بمعني التهمة لم يقتضِ المفعول الثاني. مثل: «ظننت زيداً»، أي: اتهمته، وأمّا الثلاثة الثانية فـ«**عَلِمْتُ**» و«**رأيتُ**»، و«**وجدتُّ**»، مثل: «علمت زيداً أميناً». و«رأيت عمرا فاضلاً». و «وجدت البيت رهينا». و«علمت» قد يجيء بمعني «عرفت»، نحو: «علمت زيداً، أي: عرفته، و«رأيت» قد يكون بمعنى «أبصرت» كقوله تعالى: ﴿**فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى**﴾[الصافات:١٠٢] و«وجدت» قد يكون بمعنى «أصبت»، مثل: «وجدت الضالة» أي: أصبتها، فإنّ كل واحد من هذه المعاني لا يقتضي إلا متعلقاً واحداً فلا

يتعـدّى إلا إلى مفعـول واحـد، والواحـد المشـترك بينهمـا هـو «زعمـت» مثـل: زعمـت الله غفـوراً، فهـو لليقـين، و«زعمـت الشـيطان شـكوراً»، فهـو للشـك. وفي هـذه الأفعـال لا يجـوز الاقتصـار علـى أحـد المفعـولين، لأنهمـا كاسـم واحـد، لأن مضمونهما معاً مفعول به في الحقيقة، وهو مصدر المفعول الثاني المضـاف إلى المفعـول الأول إذ معـنى «علمـت زيـداً فاضـلاً»: «علمت فضل زيد»، فلو حذف أحدهما كان كحذف بعض أجزاء الكلمة الواحدة، وإذا توسطت هذه الأفعال بين مفعوليها، أو تأخرت عنهما جاز إبطال عملها، مثل:«زيد ظننت قائم»، و«زيـداً ظننـت قائمـاً». و«زيـد قـائم ظننـت»، و«زيـداً قائمـاً ظننت»، فإعمالها وإبطالها حينئذ متساويان، وقال بعضهم: «إن إعمالهـا أولى علـى تقـدير التوسـط، وإبطالهـا أولى علـى تقـدير التأخر»، وإذا زيدت الهمزة في أوّل «علمت» و«رأيت» صارا متعدّيين إلى ثلاثة مفاعيل. نحو: «أعلمت زيداً عمراً فاضلاً». و«أرأيت عمراً خالداً عالماً»، فزيد فيهما بسبب الهمزة مفعولٌ آخرُ، لأن الهمزة للتصيير، فمعنى المثال الأول: «حملت زيداً على أن يعلم عمراً فاضلاً»، ومعنى المثال الثاني: «حملت عمراً على أن يعلـم خالـداً عالمـاً»، وذلـك مخصـوص بهـذين الفعلـين دون أخواتهما. وهذا مسموع من العرب خلافاً للأخفش، فإنه أجاز زيادة الهمـزة في جميـع هـذه الأفعـال قياسـاً علـى «أعلمـت»،

و«أرأيت» نحو: «أظننت وأحسبت وأخلت وأوجدت وأزعمت زيداً عمراً فاضلاً»، و«**أنبأ**»، و«**نبّأ**»، و«**أخبر**»، و«**خبّر**» أيضاً تتعدّى إلى ثلاثة مفاعيل.

اعلم أنه لا يجوز حذف المفعول الأول من المفاعيل الثلاثة لكن يجوز حذف المفعولين الأخيرين معاً. ولا يجوز حذف أحدهما بدون الآخر كما مر.

أما القياسية فسبعة عوامل

الأوّل منها: **الفعل** مطلقاً سواء كان لازماً أو متعدّياً، ماضياً كان أو مضارعاً، أمراً كان أو نهياً، كل فعل يرفع الفاعل. نحو: «قام زيد»، و«ضرب زيد». وأمّا إذا كان متعدّياً فينصب المفعول به أيضاً، مثل: «ضرب زيد عمراً»، ولا يجوز تقديم الفاعل على الفعل بخلاف المفعول، فإن تقديمه عليه جائز. ولا يجوز حذف الفاعل بخلاف المفعول، فإن حذفه جائز. نحو: «ضرب زيد».

والثاني: **المصدر** وهو اسم حدث اشتق منه الفعل. وإنما سمي مصدرا لصدور الفعل عنه فيكون محلاً له. قال البصريون: إن المصدر أصل والفعل فرع لاستقلاله بنفسه وعدم احتياجه إلى الفعل بخلاف الفعل فإنه غير مستقلٍّ بنفسه ومحتاج إلى الاسم. وقال الكوفيون: إن الفعل أصل والمصدر فرع لإعلال المصدر بإعلاله وصحته بصحته نحو: «قام قياماً». و«قاوم قواماً»، أُعِلَّ

«قياماً» بقلب الواو فيه ياءً، لقلب الواو ألفاً في «قام»، وصح «قواماً» لصحة «قاوم»، ولا شك أن دليل البصريين يدل على اصالة المصدر مطلقاً، ودليل الكوفيين يدل على اصالة الفعل في الإعلال فلا تلزم منه اصالته مطلقاً، ولو كان هذا القدر يقتضي الاصالة يلزم أن يكون «يَعِدُ» بالياء و«أكرم» متكلماً بالهمزة أصلاً وباقي الأمثلة فرعاً، ولا قائل به أحد.

اعلم أن المصدر يعمل عمل فعله، فإن كان فعله لازماً فيرفع الفاعل فقط، مثل: «أعجبني قيام زيد»، وإن كان متعدّياً فيرفع الفاعل وينصب المفعول، نحو: «أعجبني ضرب زيد عمراً»، فـ«زيد» في المثالين مجرور لفظاً، لإضافة المصدر إليه، مرفوع معنى لأنه فاعل. وهو على خمسة أنواع: أحدها: أن يكون مضافاً إلى الفاعل ويذكر المفعول منصوباً، كالمثال المذكور. وثانيها: أن يكون مضافاً إلى الفاعل ولم يذكر المفعول. نحو: «عجبت من ضرب زيد»، وثالثها: أن يكون مضافاً إلى المفعول حال كونه مبنيًا للمفعول القائم مقام الفاعل، نحو: «عجبت من ضرب زيد» أي: من أن يُضرب زيد، ورابعها: أن يكون مضافاً إلى المفعول ويذكر الفاعل مرفوعاً، نحو: «عجبت من ضرب اللص الجلاد»، وخامسها: أن يكون مضافاً إلى المفعول ويحذف الفاعل، نحو قوله تعالى: ﴿لَا يَسْـَٔمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ﴾[فصلت: ٤٩]

أي: من دعائه الخير.

اعلم أن هذه الصور جارية في مصدر الفعل المتعدّي. وأمّا في مصدر الفعل اللازم فصورة واحدة، وهي أن يضاف إلى الفاعل. نحو: «أعجبني قعود زيد»، وفاعل المصدر لا يكون مستتراً، ولا يتقدّم معموله عليه.

والثالث: **اسم الفاعل** وهو كل اسم اشتق من فعل لذات من قام به الفعل. وهو يعمل عمل فعله كالمصدر، فإن كان مشتقا من الفعل اللازم فيرفع الفاعل فقط،مثل:«زيد قائم أبوه»،وإن كان مشتقًا من الفعل المتعدّي فيرفع الفاعل وينصب المفعول به أيضاً، مثل: «زيد ضارب غلامه عمرا». وشرط عمله أن يكون بمعنى الحال أو الاستقبال، وإنما اشترط بأحدهما، ليكمل مشابهته بالفعل المضارع بحسب اللفظ في عدد الحروف والحركات والسكنات فكان حينئذ مشابهاً بحسب المعنى أيضاً. ويشترط أيضاً اعتماده على المبتدأ فيكون خبراً عنه، مثل المثال المذكورة أو على الموصول، فيكون صلة له، نحو: «الضارب عمرا في الدار»، أي: الذي هو ضارب عمراً في الدار أو على الموصوف، فيكون صفة له، مثل: «مررت برجل ضارب ابنه جارية»، أو على ذي الحال فيكون حالاً عنه، مثل: «مررت بزيد راكباً أبوه»، أو على النفي أو الاستفهام بأن يكون قبله حرف النفي أو الاستفهام، مثل: «ما قائم أبوه». و«أقائم

أبـوه»، وإن فقـد في اسـم الفاعـل أحـد الشـرطين المـذكورين فـلا يعمل أصلاً، بل يكون حينئذ مضافاً إلى ما بعده، مثل: «مررت بزيـد ضـارب عمـرو أمـس»، وإن كـان اسـم الفاعـل معرّفاً بالـلام يعمل في ما بعده في كل حال سواء كان بمعنى الماضي أو الحال أو الاستقبال. وسواء كـان معتمداً على أحد الأمور المذكورة أو غـير معتمد،مثل:«الضـارب عمـرو الآن أو أمـس أو غـدا هـو زيد».

اعلـم أن اسـم الفاعـل الموضـوع للمبالغـة كـ«ضراب»، و «ضـروب»، و«مِضـراب» بمعـنى كثـير الضـرب.و«علامة». و«عَلَيْمٍ» بمعنى كثير العلم، و «حَذِرَ» بمعنى كثير الحذر، مثل اسم الفاعل الذي ليس للمبالغة في العمل، وإن زالت المشابهة اللفظية بالفعل،لكنهم جعلوا ما فيها من زيادة المعنى قائماً مقام ما زال من المشابهة اللفظية.

ورابعها: **اسم المفعول** وهو كل اسم اشتق لذات من وقع عليه الفعل. وهو يعمل عمل فعله المجهول، فيرفع اسماً واحداً بأنه قائم مقام فاعله. وشرط عمله كونه بمعنى الحال أو الاستقبال. واعتماده على المبتدأ كما في اسم الفاعل. مثل: «زيد مضروب غلامـه الآن او غـدا». أو الموصـول، نحـو: «المضـروب غلامـه زيـد»، أو الموصـوف، مثل:«جـاءني رجـل مضـروب غلامـه»،أو ذي الحال، مثل:«جـاءني زيد مضـروباً غلامـه»، أو حـرفي النفي

أو الاستفهام، مثل: «ما مضروب غلامه». و«أمضروب غلامه». وإذا انتفى فيه أحد الشرطين المذكورين ينتفي عمله، وحينئذ يلزم إضافته إلى ما بعده، وإذا دخل عليه الألف واللام يكون مستغنياً عن الشرطين في العمل. مثل: «جاءني المضروب غلامه».

وخامسها: **الصفةالمشبهة** وهي مشابهة باسم الفاعل في التصريف وفي كون كل منهما صفة، مثل: «حسن حسنان حسنون وحسنة و حسنتان و حسنات» على قياس «ضارب ضاربان ضاربون، وضاربة ضاربتان ضاربات». وهي مشتقة من الفعل اللازم دالة على ثبوت مصدرها لفاعلها على سبيل الاستمرار والدوام بحسب الوضع، وتعمل عمل فعلها من غير اشتراط زمان، لكونها بمعنى الثبوت. وأمّا اشتراط الاعتماد على الموصول لا يتأتى فيها، لأنّ اللام الداخلة عليها ليست بموصول بالاتفاق، وقد يكون معمولها منصوباً على التشبيه بالمفعول في المعرفة، وعلى التمييز في النكرة، ومجروراً على الإضافة، وتكون صيغة اسم الفاعل قياسية وصِيَغُها سماعية، مثل: «حَسَنٌ» و«صَعْبٌ» و«شديدٌ».

وسادسها: **المضاف** كل اسم أضيف إلى اسم آخر فيجرّ الأوّل الثاني مجرّداً عن اللام والتنوين وما يقوم مقامه من نوني التثنية والجمع، لأجل الإضافة، والإضافة إمّا بمعنى اللام المقدّرة

إن لم يكن المضاف إليه من جنس المضاف ولا يكون ظرفاً له، مثل: «غلام زيد»، وإمّا بمعنى «من» إن كان من جنسه، مثل: «خاتم فضة»، وإما بمعنى «في» إن كان ظرفاً له ، نحو: «ضرب اليوم».

وسابعها: **الاسم التامُ** كل اسم تمّ فاستغنى عن الإضافة بأن يكون في آخره تنوين أو ما يقوم مقامه من نوني التثنية والجمع، أو يكون في آخره مضاف إليه، وهو ينصب النكرة على أنها تمييز له فيرفع منه الإبهام. مثل: «عندي رطل زيتاً ومنوان سمناً وعشرون درهماً»، و«لي مِلْؤُه عسلاً».

وأماالمعنويةفمنها:عددان

المراد من العامل المعنوي ما يُعرف بالقلب وليس للسان حظ فيه، أحدهما: **العامل في المبتدأ والخبر** وهو الابتداء أي: خلو الاسم عن العوامل اللفظية، نحو: «زيد منطلق»، وثانيهما: **العامل في الفعل المضارع** وهو صحة وقوع الفعل المضارع موقع الاسم، مثل: «زيد يعلم»، فـ«يعلم» مرفوع لصحة وقوعه موقع الاسم، إذ يصح أن يقال فى موقع «يعلم»: «عالم»، فعامله معنوي، وعند الكوفيين: أن عامل الفعل المضارع تجرّدُه عن العامل الناصب والجازم، وهو مختار ابن مالكٍ.

* * *

فهرس موضوعات شرح ماة عامل

مراجع

کتاب کانام	مکتبہ کانام
کافیہ	المكتبة البشرى
شرح قطر الندى	المكتبة العصرية
شرح شذور الذهب	دار الفكر
شرح ابن عقيل	المكتبة العصرية
الشافية فى العلم التصريف	المكتبة المكية
مغنى اللبيب عن كتب الأعاريب	دار الفكر
حاشية شرح الأنموذج فى النحو	دار الكتب العلمية
النحو الوافى	دار المعارف
دستور العلماء	دار الكتب العلمية
موصل الطلاب إلى قواعد الإعراب	الرسالة بيروت
حاشية دليل السالك إلى ألفية ابن مالك	دار المسلم
شرح الكافية الشافية	
فتح رب البرية فى شرح نظم الآجرومية	مكتبة الأسدي
شرح الرضي للكافية	جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية